

هفت روزہ

لاہور

معارف

زیر نگرانی و نشر

شیخ الفیہ حضرت مولانا محمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۵ نومبر ۱۹۵۵ء

یہ ایک مکتوبہ ہے انجمن خدام الدین لاہور

۱۱/۱۱/۵۵

پہنچوں کا صفحہ

طہارت

(انغازی خدابخش صاحب صدہ دینی اللہ سوسائٹی پاکستان لاہور)
عزیز پتھو! ہفت روزہ "خداام الدین" مدخہ ۱۰ جون ۱۹۵۵ء میں ہم نے ایک مضمون لکھا تھا۔ جس کا عنوان تھا "طہارت اور ایمان" آج پھر ہم طہارت ہی کے متعلق چند اور باتیں بیان کرتے ہیں۔ جو آج سے قریباً دو سو سال پہلے دینی کے بڑے امام اور راہنما حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ عربی فارسی میں لکھ گئے۔

فرمایا! اگرچہ تم نماز کے پابند ہو
پھر نماز جماعت کے ساتھ ادا کرتے ہو
لیکن ایک وقت ایسا بھی آ جاتا ہے۔
کہ تمہارے پیٹ میں گڑ بڑ ہے۔
پیشاب اور پاخانے نے تنگ کر
رکھا ہے۔ ادھر مؤذن نے آذان
کہہ دی۔ بتاؤ! اب بیت الخلاء
(مٹی) کی طرف تم جاؤ گے یا مسجد
کی طرف؟ تم جواب دو گے۔ بیت الخلاء
کی طرف۔ آخر یہ کیوں؟ حالانکہ
تم آذان میں سن چکے ہو۔ سخی علیٰ صلوٰۃ
و آؤ نماز کی طرف، یہ اس لیے کہ
تمہارے پیٹ میں رنج (دھوا) کا
زور ہے۔ جس کی وجہ سے تم
بیقرار ہو پریشان ہو، بس اس وقت
تمہیں طہارت حاصل نہیں بلکہ تم
بے قراری اور پریشانی کی حالت
میں ہو جسے شریعت کی زبان
میں حدیث کہتے ہیں۔ اس حدیث کی
حالت میں تم کبھی نماز کی طرف نہ
جاؤ گے بلکہ بیت الخلاء کا رخ کرو گے
جس وقت تم پیشاب پاخانے سے
فارغ ہو گے پھر بھی تمہاری طبیعت
مسجد کی طرف جانے کو نہ چاہے گی۔
کیونکہ ابھی تم نے نجاست اور
پلیدی سے پوری نجات حاصل
نہیں کی۔ چنانچہ تم ناپاک حصے
کو پاک یا نپا سے دھو دھو

صاف کرتے ہو اور پاک کرتے ہو
لیکن نماز کے لئے پھر بھی کھڑے
نہیں ہوتے کیونکہ طبیعت کی پریشانی
ابھی پوری طرح دور نہیں ہوئی۔
کچھ تشویش باقی ہے۔ گویا کچھ حدیث
کی حالت باقی ہے۔ تم دھو کر تے ہو۔
اب نہ تمہارے پیٹ میں کوئی بوجھ
اور گرانی ہے۔ نہ تمہارے جسم کے
کسی حصے پر پلیدی ہے۔ پاک ہونے
سے طبیعت کھل گئی ہے۔ دل میں
راحت ہے۔ جیوں سے سرور ہے
خوشی ہے شگفتگی ہے۔ بس اس
حالت کو طہارت کہتے ہیں۔ اب تمہاری
طبیعت اس طہارت کی وجہ سے نماز
کی طرف پوری طرح مائل ہو گی جو
حدیث کی حالت میں اُچاٹ تھی چنانچہ
آذان سُن کر بھی نماز کی طرف نہ آتی تھی۔
اسی طرح تمہارا جسم پلید تو نہیں اس پر
میل کھیل ہے۔ تمہارے کپڑے پلید تو نہیں
لیکن میسے ہیں۔ اس حال میں بھی تمہاری
طبیعت میں زیادہ تشویش اور پریشانی
نہیں ہوتی سہی تھوڑی سہی لیکن بے غرور
گویا حدیث کی حالت ہے۔ پوری
طہارت حاصل نہیں۔

چنانچہ جب غسل کر لیتے ہو اور
اُچلے صاف ستھرے پاک کپڑے پہن
لیتے ہو پھر طبیعت زیادہ کھل جاتی
ہے۔ تنگی اور بے قراری یعنی حدیث

کی حالت بالکل نہیں رہتی۔ دل کو زیادہ
راحت زیادہ چین زیادہ سرور زیادہ
خوشی اور زیادہ شگفتگی حاصل ہو
جاتی ہے۔ ہم پھر کہتے ہیں یہی
حالت طہارت ہے۔ یوں سمجھیں وضو
اور غسل تو شکل ہے اور ان کی
روح طہارت ہے

جس طرح نماز میں نماز کی شکل
تو کھڑے ہونا رکوع کرنا سجدہ کرنا
اور بیٹھنا ہے۔ لیکن نماز کی روح وہ
حالت ہے جس میں ہم مجزئی سے رک
ہوتے ہیں۔ اور نیکی کی طرف آ جاتے ہیں
اچھا بہتیں بھوک بے قرار کر
رہی ہے۔ کھانا تمہارے سامنے لایا جاتا
ہے۔ ادھر مؤذن نے آذان کہہ دی۔
کہو کیا کرو گے؟ کھانا کھانا شروع کرینگے
یا اسے چھوڑ کر مسجد کو جاؤ گے۔؟
جواب میں کہو گے کہ پہلے کھانا کھائیگا
البتہ سامنے نہ لایا گیا ہوتا تو مسجد
کو جاتے جب سامنے آ گیا تو جماعت
چھوڑ دیں گے۔ حالانکہ جماعت کی نماز
میں سنتائیں درجے ثواب بڑھ جاتا
ہے۔ اس میں بھی یہی بھید ہے کہ
کھانا سامنے آنے پر طہارت کی حالت
حاصل نہیں۔ کھانا کھانے پر طہارت حاصل
ہو گی۔ جس سے نماز کی روح پیدا ہو گی۔

طہارت کی باتیں

طہارت کے دمعت اور خوبی سے انسان
ملاء اعلیٰ کے ساتھ جاتا ہے۔ خداوند
کی بارگاہ کے مقرب فرشتوں کی
مجلس کو ملاء اعلیٰ کہتے ہیں۔ سویت
کے بعد انبیاء کرام اور اولیاء نظام
کے بعض کامل افراد بھی اس مجلس
میں جاتے ہیں۔ کیونکہ جہانوں کی
خصلتوں سے خداوند نفاٹے نے انہیں
پاک کر دیا ہوتا ہے۔ اور جو طہارت
اور پورائیت انہیں حاصل ہوتی ہے
وہ ان کے لئے بے انتہا خوشی اور سرور
کا باعث ہے۔ اس طہارت کی وجہ
سے انسان اپنے اندر وہ قابلیت پیدا
کر لیتا ہے۔ جس سے وہ عملی قوت
میں کمال کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔

طہارت کا دمعت اگر پہنچے ہو جائے
اور اس کا اثر انسان کی ہر طرف سے
کھیرے ہمیشہ اس کی طبیعت اس کی
طرف مائل رہے۔ اور (باقی صفحہ پر)

خادم الدین

جلد (۱) یوم جمعہ ۹ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۵۵ء شمارہ ۲۸

ہمارے قوی رجحانات

انگریزوں کی صد سالہ حکومت نے یہاں کے مسلمانوں کو تباہ و برباد کر دیا۔ انفرادی حیثیت سے تو آج بھی ہم میں سے کچھ ایسے افراد مل سکیں گے۔ جن کی زندگیوں قرآن اور سنت کی تعلیم کی آئینہ دار ہیں۔ لیکن کوئی جماعت یا کوئی طبقہ اس کسوٹی پر پورا نہیں اترے گا۔ اس موقع پر قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کا تذکرہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ یہ تجھے اٹا ہے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی کہ تو گفتار وہ کردار تو ثابت وہ سیارا لیکن زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ مسلمان اتنے قدر و قیمت میں نہ گرے ہوئے تھے۔ جتنے آج ہیں۔ آج تو یہ کہنا قطعاً مبالغہ نہیں کہ ہماری قومی اکثریت برائی کا مرقع بن گئی ہے۔ اختیار کی تقلید کو ہم نے شفا تو بنا لیا۔ لیکن دیکھ کی بات یہ ہے کہ تقلید بھی کی تو بُرائی ہیں۔ یورپی حکام جو آج تک ایشیائی ممالک پر حکمران تھے۔ گو وہ قومی اور سیاسی معاملات میں برداریت اور فاصبت میں لیکن دین میں وہ اسلامی تقسیم کا صحیح نمونہ ہیں۔ ان کے واقعات اور حالات سنکر قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کی یاد تازہ ہو جاتی ہے۔ مثلاً اخبارات رکھے ہیں دکاندار نذر پر شخصیت رکھ کر اخبار لے جاتا ہے۔ دزانت پسندوں کو تو چھوڑیے۔ انیس تو اس بات کا ہے کہ ہمارے مغربہ مسلمان بھی اس کردار سے غالی نظر آتے ہیں۔ کرسیوں کے لئے لڑنے والے۔ کرداروں میں کھینچنے والے اور

رشوت لینے والے یہی تو ہیں۔ اگر اصل مغرب کا رنگ ان میں آ جاتا تو مذہبی لحاظ سے نہ ہی دینی لحاظ سے ہی پاکستان کچھ بن جاتا۔ ہماری قوم کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ اس نے اتباعِ قرآن اور سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا۔ اگر کہیں زندگی کا بہترین درس مل سکتا ہے۔ تو صرف تعلیم کتاب اللہ اور عمل نبی اکرم صلعم ہیں۔ جس سے آج مسلمان حد درجہ بیگانہ اور نامشعنا ہیں۔ قرآن کی تعلیم نہ صرف اخروی نجات کا ذریعہ ہے۔ بلکہ آگہ دنیا میں اس کے فرمودات پر عمل کیا جائے۔ تو نہایت خوشگوار طریقہ سے یقیناً زندگی بسر ہوگی۔ چونکہ ہم نے قرآن اور حدیث کو نہیں اپنایا اس لئے ہم میں سے اکثریت کا نظریہ صرف دولت کمانا ہی رہ گیا ہے۔ روپیہ دراصل اس جہاں میں زندگی بسر کرنے کا ایک ذریعہ ہے۔ ہماری کوششیں اس کے لئے جزوی ہو سکتی ہیں۔ اصل کوشش آخرت کے سرمائے کے لئے ہونی چاہئے۔ لیکن مغرب کو ہم نے ایک غم بھلا دیا۔ روپیہ کے لئے سارا دن لگ و دو کرتے ہیں۔ آخرت کے لئے ایک گھنٹہ پانچ وقت نماز کے لئے نہیں نکلتے۔ روپیہ کمانا یہ ہماری زندگی کا نصب العین بن چکا۔ ہمارا غلط وقت اصلاحی اور تعمیری کاموں میں نہیں صرف ہوتا بلکہ لبو و لہب کو ہم نے شعار بنا لیا ہے۔ دوسرے کی دکانوں ہمارا مطمحہ نظر نہیں رہا۔ غیر ملکی حکومت کی بہت سی محسوس یادگاریں ہم نے حذر جان

نا کر رکھی ہوئی ہیں۔ بہت سی کھیلیں ہیں۔ جن میں سوائے قیش اور نور کے کچھ بھی نہیں۔ اگر جسمانی تربیت اور نشوونما کے لئے ورزش کی جائے تو اس میں کوئی بُرائی نہیں ہے۔ بشرطیکہ نماز کے وقت یہ بند کر دی جائے۔ اور نماز ادا کرنا اس سے افضل سمجھا جائے۔ گیند مارا ہمارا قومی کھیل بن چکا ہے اور اس میں شاید کھلاڑیوں کے لئے تو جسمانی ورزش ہو۔ لیکن تماشائیوں کے لئے صرف دماغی عیاشی کا سامان ہے۔ اگر ہمارے ملک میں غیر ملکی کھلاڑی آجائیں تو ملک میں جنوں کی ہر دوڑ جاتی ہے۔ بچے بوڑھے سب کی زبانوں پر کھیل کا تذکرہ کھوٹا ہے۔ کھیل اگر سات سو میں دور ہو رہا ہے۔ تو لوگ نشریات کے ذریعہ سے ہی حظ اٹھاتے ہیں اس قسم کے ہلو و لعب کی مثالیں یورپ میں تو عام ہیں۔ لیکن اگر ہم مسلمان ہیں۔ اور الگ روایات رکھنے کے درمیان ہیں۔ تو ہمیں زیب نہیں دیتا کہ قومی سرمائے اور وقت کا یوں اصراف کریں۔ اسی طرح سینا مینی بھی ہماری لگوں میں سرایت کر چکی ہیں۔ اس سے کسی کریم النفس کو اختلاف نہیں ہو سکتا کہ سینا جانا صرف تعیش ہے۔ اکثر شرابا بھی اس ماحول سے متاثر ہو کر نا زیبا حرکات کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ محض سڑ کی بند ہے۔ اس کا کوئی پہلو بھی ہمارا کارآمد نہیں۔

ہمارا کتب بینی اور ادب داری کا مشغلہ بھی کچھ پسندیدہ نہیں ہے۔ ہمارے ہاں جو ادب پڑھنے کو غائب ہے قطعاً غیر صحت مندانہ ہے۔ دراصل وہ غیر اسلامی اور فرنگی ادب کا چرچہ ہوتا ہے۔ اگر ہم میں کہ اسے نوازے جا رہے ہیں۔ مہر طبقہ تو خیر جو بتا تھا بن چکا۔ لیکن یوجوان بود اس سے بری طرح متاثر ہو رہی ہے اگر اعداد و شمار سے جانچا جائے تو اسلامی اور سنجیدہ ادب عفا نظر آئے گا۔ افادہ و ناول خوانی ہمارے رگ و پے میں گھس چکی ہے۔ یہی مواد قوم کو مہیا کیا جا رہا ہے۔ اور اس کی ایک لحاظ بہ لحاظ بڑھ رہی ہے۔ فلمی رسائی لاکھوں کی تعداد میں نکلتے ہیں اور انہیں ہاتھ لے لئے جاتے ہیں (باقی صفحہ پر)

پیام انسانیت

(۷)
دنیا کی موجودہ شکستش یہ نہیں کہ بُرائی دُور ہو، بلکہ یہ کہ
بُرائی ہماری نگرانی اور انتظام میں ہو۔

(از جناب سید ابوالحسن علی صاحب دی)

ہمت شکن تجربے | اس وقت دنیا کی
پہلے قوموں اور سلطنتوں نے ملکوں کو بانٹا تھا۔
مگر اب سیاسی تحریکوں نے قوموں اور ملکوں کو بانٹ
دیا ہے۔ مذہب کی آڑ میں ایسے فتنے نہیں تھے جتنے
آج کی مذہب دنیا اور جمہوری دُور میں نظر آ رہے
ہیں۔ آج کے سیاسی پلیٹ فارم لوگوں کو حسد
کرنے کے لئے یا اپنے گروپ بڑھانے کے لئے
مخصوص ہیں۔ لیکن اب بھی بے غرضی سے بکارا جاتا
ہے تو لوگ اب بھی جواب دینے کو تیار ہیں۔ ابھی
اس کا ارکان ہے کہ سیاسی پلیٹ فارم کے علاوہ بھی
لوگ جمع ہو جائیں۔ ہم نے خالص انسانی مسئلوں پر
غور کرنے کی دعوت دی۔ ہمارا دل بہت خوش ہے
کہ آپ نے دعوت قبول کی۔ آپ کا سیاسی تحریکوں
سے گھبرانا عجیب نہیں، انسان اپنے تجربوں ہی
سے سچے نکالتا ہے۔ آدمی بار بار جن چیزوں کو
ہوتے دیکھتا ہے، اس سے قاعدہ بنا لیتا ہے۔
آج اغراض کے لئے جمع کرنے کی عادت ہے آپ
ہم پر بھروسہ کریں۔ ہم کسی پارٹی کے ماڈل نہیں
(MOUTH PIECE) یا لادو اسپیکر ہیں
ہیں، ہمارے سامنے خالص انسانیت کا مسئلہ ہے۔

سب ٹھیک ہو رہا ہے لیکن | اس وقت
میرے اہتمام سے ہونا چاہئے
مل بگاڑ

آنکھیں بند کر کے کہتا ہے کہ سب ٹھیک ہو رہا ہے
لیکن میرے اہتمام سے ہونا چاہئے، جو کچھ ہو میری
نگرانی اور چودھریت میں ہو۔ بد اخلاقی، بے مروتی،
چور بازاری، دولت سمیٹنے کی ہوس سب ٹھیک ہے
لیکن اس کی نوعیت (TRUSTEE SHIP)
ہمارے سپر ہو تو خوب ہے۔ آج سب کے دل
کی خواہش یہی ہے اور جب بھی کسی کے ہاتھ
میں انتظام آیا ہے۔ تو اس نے ٹوٹ پھڑک کر دی

نظام قائم رکھا اور تھوڑی سی ترمیم کے بعد بات
وہیں رہی جہاں تھی۔ بگاڑ کے سمجھنے میں مختلف پارٹیوں
میں کچھ زیادہ بنیادی اختلاف نہیں۔ کوئی نہیں کہتا کہ
سب کچھ ہو رہا ہے نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ سب کا کہنا
یہ ہے کہ جو ہو رہا ہے ہم اسے ماتحت اور ہماری سرپرستی
میں ہونا چاہئے، گویا اس پر اعتراض نہیں کہ کاغذ قلم
ہے۔ بلکہ اس پر غصہ ہے کہ ہمارا سایہ اس کے سر پر
نہیں۔

یورپ اور ایشیا میں آج | دنیا کی بڑی جنگیں
یہی چیزیں کام کر رہی ہیں۔ اسی بنیاد پر بڑی
جنگیں فرانس، انگلینڈ

جرمنی، روس اور امریکہ وغیرہ سیاسی جذبہ کے لئے کر
اٹھے۔ انہوں نے غفلتوں کو اُڑ جا کر یہ مطالبہ کیا
کہ نوآبادیات (COLONIES) کا انتظام دوسروں کے
سپر وکیوں ہے اور دوسری ہی قوم ہمیشہ کیوں داری
ہے انسانیت کے درد سے بے قرار ہو کر ان میں سے
کوئی نہیں اٹھا تھا۔ ان میں سے کوئی حضرت مسیح کا مذہب
جاری کرنے اور دُنیا کے ساتھ انصاف کرنے، منق و
نہجور، خاشی اور عیاشی اور عظیم و زیادتی مٹانے نہیں اٹھا
تھا، نہ انگلینڈ نہ جرمنی، نہ روس نہ امریکہ انہیں اچھے
بُرائے ظلم و انصاف حق و باطل سے کچھ بحث نہ تھی۔

حاشا و کلام انہوں نے کبھی یہ نہیں سوچا تھا کہ ہم دُنیا
کو صحیح نظام زندگی دیں گے۔ انسانیت کی خدمت
کریں گے۔ ان کے پیش نظر یہ تھا کہ ہم لوگ سونے
چاندی کی گنگا بہائیں گے اور ملکوں کے ذخیروں اور
دولتوں سے فائدہ اٹھائیں گے، وہ دُنیا پر اپنی اجاڑ داری

(MONO POLY) قائم کرنا چاہتے تھے۔ یہ
سب ایک نظام زندگی پر ایمان لائے تھے کہ تمام دُنیا
کو پامال کر کے انسانوں کی لاشوں پر عیش عشرت کی
مخل رچائیں گے اور آدمیت کے لمبے پر اپنی قومی
شوکت کا محل تیار کریں گے۔ سب تو سہ ہوئے مذہب
دولت کے بھوکے خواہشات کے غلام۔ شراب خورد
قمار باز، خدا کو بھولے ہوئے، فطرت صحیح کے خلاف

بقاوت کرنے والے تھے۔ دل رحم سے خالی، انسانیت
کے درد سے عاری، انہیں کے نقش قدم پر آج قوم ایک
ملک، ذاتیں اور برادریاں، سیاسی پارٹیاں۔ قومی
ادارے، اور قوم پرست حکومتیں چل رہی ہیں۔ سب
جذبہ یہ ہے کہ ہم اور ہمارے رفیق اور ساتھی اور
عزیز و احباب مروج کریں، وہ موجودہ حالت کو (ACCEPT)
کر لیتے ہیں، ان کو صورت حال سے کوئی اختلاف نہیں
صرف ان لوگوں سے اختلاف ہے جن کے ہاتھ میں
باگ دُور ہے۔ وہ دُنیا بدلنا نہیں چاہتے صرف اس
کی امامت و قیادت (LEADER SHIP)
بدلنا چاہتے ہیں، ان کی کوشش صرف یہ ہے کہ دوسروں
کی جگہ پر ہم آجائیں، آپ کے یہاں مقامی انتخابات
ہونے میں، ڈسٹرکٹ بورڈ، میونسپلٹی، ٹاؤن اور غیر
کے نئے انتخاب میں۔ نئے نئے لوگ آتے ہیں لیکن
کیا کوئی نئی ذہنیت، نیا اصول زندگی، نیا جذبہ خدمت
اور نیا جذبہ اصلاح ہے کہ آتا ہے کیا کوئی نیا بورڈ،
نئی کمیٹی، بد اخلاقیوں کی روک تھام کرتی ہے انسانوں
کی بے لاگ خدمت کرتی ہے۔ ہم تو یہ جانتے ہیں
کہ یہ سب ایک ہی ذہن، ایک ہی اصول زندگی اور
ایک ہی جذبہ لے کر آتے ہیں۔ اسی کا نتیجہ ہے کہ
صورت حال میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔ زندگی اُڑا رہی
اور سوسائٹی کے جھول جوں کے توڑ رہتے ہیں۔

پیغمبروں کا مطالبہ | اس کے برخلاف
زندگی کا نقشہ غلط ہے

غلط ہے۔ اسے ادھیڑ کہہ کر پھر سے بناؤ، اس میں پھر
سے رنگ بھرو، اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے
ایک شیر وانی۔ سلی سلائی لے لی۔ وہ اس کے جسم پر
چست نہیں ہوتی، وہ اس کو ادھر ادھر سے کترتا ہے
کھینچتا ہے پیغمبر کہتے ہیں کہ یہ نیچے غلط لگ گئے
ہیں۔ جب تک یہ نیچے نہیں گئے اس میں جھول ہی
جھول رہے ہیں گے۔ اسے ادھیڑ کہہ کر پھر سے بناؤ!

قوموں کو رشوت | آج ساری دُنیا نے انسان
دی جا رہی ہے

کے خلاف جذبہ پیدا کرنے کے بجائے آج ساری پارٹیاں
اسے رشوت دے رہی ہیں۔ خواہشات کی رشوت۔
اخلاقی رشوت، ادراک دوسرے سے بڑھ بڑھ
کہہ رہی ہیں کہ ہمارے ہاتھ میں نظام حکومت آ گیا
تو ہم تمہاری خواہشات کو پورا کریں گے اور تم کو عیش
و ترقی کا پورا پورا موقع دیں گے۔ اگر اپنی خواہشات
کی تکمیل اور آزادی چاہتے ہو تو ہمیں ووٹ دو۔
آج ہر ایک کہہ رہا ہے کہ ہم اقتدار پر کھڑے نہیں
میں اضافہ کریں گے۔ تمہارا ہمارا زندگی اور بچاؤ کریں گے
گویا انہوں نے مٹھاپیاں دے کر بچوں کی عادت بگاڑ
دی۔ انہوں نے ان کو مٹھاپیوں پر لگا دیا۔ دیبل کے
انسان بچہ ہیں۔ پارٹیاں اور حکومتیں انہیں خواہشات

کی ہوا دوسے ہی ہیں۔ اور ان کی عادتیں بگاڑی جا رہی ہیں۔ انسان کا حال یہ ہے کہ جتنا اسے دے تھے جاؤ وہ اور مانگا جاتا ہے غم آتے ہیں تو اس کی ہوس اور بڑھتی ہے۔ یہ اور زیادہ حیران (EXCITEMENT) جانتا ہے اور زیادہ عریاں تصویریں مانگتا ہے۔ یہ دنیا کے منتظم انسانی خواہشات پر، لگام نہیں لگاتے بلکہ ان کی ہوس کے مطابق دیتے جاتے ہیں۔

پیغمبروں کا یہ راستہ نہیں۔ وہ خواہشات میں توازن و اعتدال پیدا کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ ہر شخص کی خواہش پورا کرنے کی کوشش غیر فطری ہے۔ پیغمبر کہتے ہیں کہ انسانوں کا چٹوہ بن جانا خطرناک ہے اس کو چھڑانا چاہیے۔ چاہے سچے کا دل بڑا ہو، چاہے وہ کچھ دیر روئے اور چلے اس کو برداشت کرنا چاہئے۔ اور صحیح راستہ پر لگانا چاہئے۔ یہ غلط فلسفہ ہے کہ خواہشات کو بریک نہ لگایا جائے اور ان کو شدہ می جاتی رہے اور چپ ان کا فساد ظاہر ہو جائے تو پھر حیرت سے دیکھا جائے اور شکایت کی جائے۔

منتہ زور اور بے لگام سیاسی پارٹیوں کا نظام گھوڑوں کی ریس زندگی کے نظام کو قبول کر لیا جائے منتہ زور گھوڑا بے لگام اور غلط رو گھوڑا انسانیت کی کیفیت کو روندنا چلا جا رہا ہے۔ آج تمام پارٹیاں اس کا ساتھی بننا چاہتی ہیں۔ منتہ زور بے لگام گھوڑوں کی ریس ہے کیا ان کے سامنے انسانی ضمیر کی کوئی قیمت ہے۔ انسانی ہمدردی کا کوئی جذبہ ہے یورپ و امریکہ ہمدردی اور مساوات کا نام لیتے ہیں، ان کی ہمدردی کے پیمانے ہمیں سب کو معلوم ہیں۔ پیچھے باہر سے ہمدردی کرنا چاہتے ہیں اور اندر ہی ہوس کا بھوت ہے غم کے دہاں بڑے عجیب و غریب طریقے ہیں۔

حکومت ہند کا کون سا ہے؟ ہم کہتے ہیں راستہ منزل سے بہت دور جا پڑا۔ جب تک خدا کا یقین (BELIEF) نہ پیدا کیا جائے سدھار نہیں ہو سکتا اس کے بغیر ہم ظلم کو محتاط اور ہمدرد نہیں بنا سکتے۔ میں اٹل طب آپ کے سامنے نہیں آگیا۔ میں مطالعہ کے بعد کہہ رہا ہوں کہ جب تک آپ یقین نہ پیدا کریں انسانیت کے اصلی ماڈل (MODEL) تک آپ نہیں پہنچ سکتے۔ اس کے اندر سے عزت و عہدہ کی محبت، دولت کی محبت نکال دیجئے اور انیثار و قربانی اور دوسروں کے لئے گھٹنے کا جذبہ پیدا کیجئے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تھا کہ عہدہ اُسے ملے گا جو اس کا خواہش مند نہ ہو، وہاں یہ (QUALIFICATION) بھی آج اس کے برخلاف ہے جہاں سے خود اپنی تقصیر خوانی کر کے حکومتیں بنائی جاتی ہیں، بھلا کرام اس سے بھاگتے تھے۔ حضرت عمرؓ معافی چاہتے ہیں کہ اس ذمہ داری کے بوجھ سے مجھے معاف رکھا جائے۔ ہمیں مجبور کیا جاتا تھا کہ آپ

دست بردار ہو گئے تو کون انتظام کرے گا، وہ جب تک کرتے تھے اسے بڑی ذمہ داری اور پھر سمجھتے تھے اور جب سبکدوش ہوتے تو بڑا سکون (RELIEF) محسوس کرتے تھے۔ حضرت خالد کو سپہ سالار عظیم (COMMANDER) بنایا گیا تھا، سب طرف ان کی دھاک بیٹھی تھی، عین محاذ پر ایک معمولی سا پرچہ مدینہ سے آتا ہے کہ خالدؓ برطرف کئے جاتے ہیں۔ اور ان کی جگہ ابو عبیدہ مقرر کئے جاتے ہیں۔ تو وہ ابھی ملال نہیں ہوتا۔ بڑی فراخ دلی سے کہتے ہیں کہ اگر میں اس کام کو عبادت اور فرض سمجھ کر کرتا تھا تو اب بھی انجام دوں گا، اور اگر عرض کے لئے کرتا تھا تو کنارہ کش ہو جاؤں گا، پھر لوگوں نے دیکھا کہ وہ اسی ذوق و شوق سے اپنے کام میں مشغول رہے اور کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔

جاہ طلب سیاسی آج سیاسی پارٹی سے کسی کو الگ کر دیا جاتا ہے تو پہلے نکلنے کا نام نہیں لیتا اڑا رہا ہے، فتنہ مچاتا ہے اور اگر الگ ہوتا ہے تو دوسری سیاسی پارٹی بنا لیتا ہے۔ یہ کیوں اس لئے عزت کی ہوس، دولت کا شوق اور بڑائی کا خیال دل و دماغ پر چھایا ہوا ہے۔ پس جب تک موجودہ زندگی کا سا پنچہ نہیں بدلتا سدھار مشکل ہے۔ میں آپ کو صاف صاف زندگی کی حقیقتیں بتا رہا ہوں، خدا کا خوف اور اس کی رضا کا شوق پیدا کیجئے روحانی اور اخلاقی زندگی پیدا کیجئے۔ زندگی سے لطف اندوز کیجئے (ENJOY) کرنے کا شوق جو زندگی کا آئیڈیل (IDEAL) بن گیا ہے اسے چھوڑ دیجئے۔

انسانی ضروریات کی فہرست انسانی ضروریات بہت بہت طویل نہیں لانی نہیں فصولیات (LUXURIES) کی فہرست بہت لانی ہے سب نے اپنی منہ داری (LUXURIES) پر رکھی ہے زندگی کے تعین کو مقصود بنا لو، معرہ اور نقص کو معبود مان لو خدا کو نہ مانو، اس کی بالادستی کا انکار کرو۔ انسان کو ایک ترقی یافتہ جانور تسلیم کرو اور اس کی زیادہ سے زیادہ خواہشات کو پورا کرو۔ یہ سب اسی کا فساد ہے جب تک یہ بنیاد باقی ہے ہزار کوششوں کے باوجود سدھار ناممکن ہے کسی شہر اور ملک کی تو کیا ایک میونسپلٹی کے رقبہ کی اصلاح بھی نہیں ہوگی۔

خراب اجزاء اور کابیول اچھا آج انسانی مجموعہ تیار نہیں ہو سکتا افراد اور اجزاء خراب اور ناقص ہیں غلط بنیادوں پر ان کا اٹھنا ہو اسے اور غلط طریقہ پر ان کی تربیت اور استواری ہو جائے۔ نتیجہ یہ ہے کہ آج سارے انسانی مجموعے خراب ناقص اور کمزور ہیں۔ جماعتیں افراد سے بنتی ہیں۔ جب تک افراد درست اور صالح نہیں ہوں گے جماعتیں اور جماعتی کام کیسے درست ہو سکتے ہیں، افراد کا سوال چھڑا جائے تو لوگ چڑھتے ہیں اور ناراض ہوتے ہیں اور

اس مسئلہ کو ٹال دینا چاہتے ہیں، وہ اس خیال خام میں مبتلا ہیں کہ اجتماعی حالت میں یہ نقص خود بخود دور ہو جائے گا۔ عجیب لطیف ہے کہ جب انہیں بھٹسے نکلیں تو کہنے والے نے کہا کہ یہ پتلا ہے یہ کھجور ہے، یہ اینٹیں بھی نہیں، یہ عمارت کا بوجھ نہیں اٹھا سکیں گی۔ آپ نے جواب دیا کہ محل بن جانے دو وہ سب اینٹیں اچھی مچ جائیں گی لیکن خراب اور ناقص اجزاء سے ایک اچھا مجموعہ کیسے تیار ہو سکتا ہے۔ بہت سے خراب حصوں سے ایک اچھی باڈی (BODY) کیسے بن سکتی ہے۔ خراب حصوں سے ایک اچھا جہاز کیسے بن سکتا ہے۔ ہم کہتے ہیں یونٹس (UNITS) خراب ہیں، مواد (MATERIAL) خراب ہے۔ اس سے اچھی باڈی کیسے بنے گی اس سے اچھی میونسپلٹی اور ڈسٹرکٹ بورڈ کیسے بنے گا اس سے اچھی گورنمنٹ کیسے بنے گی؟ آج ساری دنیا میں یہی ہو رہا ہے (MATERIAL) تو کوئی نہیں دیکھتا اور نتیجہ کو دیکھ کر کوفت ہے۔ کیا یہ نا اچھی کی بات نہیں۔ پیغمبر تھے نہ تھے، یونٹس (UNITS) بناتے ہیں، اینٹیں بناتے ہیں، ان کی تعمیر یا سدھار صالح اور جائداد ہوتا ہے۔ وہاں وہ کہ نہیں جانتے آج تعلیم کا ہولی میں بھی اس حقیقت کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ یقین اور اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کمپنیں نہیں کی جا رہی ہے۔ افراد کی تربیت کا انتظام کمپنیں نہیں۔ ہر جگہ سے غیر تربیت یافتہ افراد کے کھسپ کے کھسپ نکل رہے ہیں۔ آج طالب علم ہر کام کر سکتا ہے۔ اس لئے کہ اس کی کوئی تربیت نہیں کی گئی۔ میونسپلٹی میں کون لوگ ہیں۔ ڈسٹرکٹ بورڈ میں کون لوگ ہیں؟ حکومت میں کون لوگ ہیں۔ سارے نظام پر اس طرح کے لوگ حاوی ہیں، انہیں کے ہاتھ میں زندگی کی یاکیں ہیں۔ آج اکثر انسان انسان نہیں، انسان نما ہیں۔

حقیقت ظاہر ہو کر حقیقت ظاہر ہو کر رہتی ہے، چاہے اس پر کتنا طع چڑھاؤ کہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ شیعری کھاں میں لی گئی، لیکن جب خطرہ سامنے آیا تو ہیبت سے اپنی بولی بول دی۔ آج سب جگہ یہی ہو رہا ہے اندر کی چیز باہر آ رہی ہے۔ آپ میں سے بہت سے بھائی انتخاب کو شمش کو رہے ہیں۔ آپ میں سے بہت سے غلط (SINCERE) ہیں۔ لیکن کیا کبھی آپ نے نیچے سے سدھار کی کوشش کی، لوگ پارٹی کے اقتدار کے نیچے پڑے ہیں، لیکن کرنے کا کام یہ تھا کہ آدمیت کا شرم پیدا ہو، خدا کا خوف پیدا ہو۔

خدا کی بستی دکان نہیں ہے خدا کی دکان سمجھ لیا گیا۔ ہر ایک دوسرے سے گاہک سمجھ کر معاملہ کرتا ہے۔ یہ تاجرانہ ذہنیت تباہ کن ہے آج سب طرف لینا ہی لینا عام ہے (باقی صفحہ پر)

سُلامِ بَحْرَتِ خَیْرِ اَللّٰمِ

ﷺ

(از مَحْمُودِ یُونُسِ سُرُکِی بَیْجَنوُی)

سُلامِ اَن پَر کہ جن کو سَیِّدِ اِبرار کہتے ہیں سُلامِ اَن پَر جن کو مَظہرِ اِسمِ راکہتے ہیں
 سُلامِ اَن پَر دو عالم کا جہنمیں غمخوار کہتے ہیں سُلامِ اَن پَر جنہیں سب اِبرو گوہر بار کہتے ہیں
 سُلامِ اَن پَر کہ جن کو اَحْمَدِ مَخْتار کہتے ہیں
 سُلامِ اَن پَر جو جلوہ حوضِ کوثر پر دکھائی گئے سُلامِ اَن پَر گنہگاروں کی بخشش جو کرائی گئے
 سُلامِ اَن پَر جو ہم کو نارِ دوزخ سے بچائی گئے سُلامِ اَن پَر ہمیں فردوس میں جو یکے جائی گئے
 سُلامِ اَن پَر کہ جن کو اَحْمَدِ مَخْتار کہتے ہیں
 سُلامِ اَن پَر کہ جن کو عرشِ پر خالق نے بلوایا سُلامِ اَن پَر کہ رازِ کُنِ نکال جن کو بے بتلایا
 سُلامِ اَن پَر جنہوں نے منصبِ ختمِ اِسل پایا سُلامِ اَن پَر جنہیں نیا میں جن کا کوئی ہمپایا
 سُلامِ اَن پَر کہ جن کو اَحْمَدِ مَخْتار کہتے ہیں
 سُلامِ اَن پَر کہ جن کے حق میں اَلشَّوْاقُ اَفْسَ اِیَا سُلامِ اَن پَر جنہوں نے تنکدوں میں نورِ بھیلایا
 سُلامِ اَن پَر لیٹ ڈالی جنہوں نے کفر کی کایا سُلامِ اَن پَر جنہوں نے شافعِ محشر لقب پایا
 سُلامِ اَن پَر کہ جن کو اَحْمَدِ مَخْتار کہتے ہیں!
 سُلامِ اَن پَر کہ جن کو فخرِ مُرسل کا ملا پایا سُلامِ اَن پَر کہ جن کو تاجِ اَکرام کی تہیں لایا
 سُلامِ اَن پَر کہ جن کو اِبرو پر جن کا ہے سایہ سُلامِ اَن پَر کہ جن کے درو سے دل نے نعرہ پایا
 سُلامِ اَن پَر کہ جن کو اَحْمَدِ مَخْتار کہتے ہیں!

حضرت نانوتوی زید قناعت فیض کمال خدائری کے بعض

نور اللغات محمد ظفر الدین صاحب مفتاحی

بانی دارالعلوم دیوبند حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جن کے صدر قے میں ہزاروں عالمان دین پیدا ہوئے اور جیسے عقیدت مندوں کی اس زمانہ میں بھی کمی نہ تھی مگر دیکھئے اس دور نشیں اور صحابہ کرام کی زندگی کے عاشق کی رہائش کیسی تھی آپ کے شاگرد رشید حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب ایک دفعہ فرماتے لگے :-

وہ اس متعلق عن الخلق اور زہد فی الدنیا ذات (حضرت قاسم العلوم و الخیرات) کے حجرے میں کچھ بھی تو نشر نہ آتا تھا، چٹائی بھی اگر ایک تھی تو وہ بھی ٹوٹی ہوئی گویا عمر بھر کے لئے اسی چٹائی کو منتخب فرمایا تھا نہ کوئی صندوق تھا نہ کبھی کپڑوں کی گھڑی بندی تھی۔

لگے سو کمال بیان فرماتے ہیں :-

” سفر میں بھی کوئی اہتمام نہ تھا۔ اگر کبھی ایک اور کپڑا ہوتا تو کسی کے پاس رکھوا دیا ورنہ اسی ایک جوڑے میں سفر لپڑا ہوتا جو حضر میں پہنے ہوتے البتہ ایک نیلی ٹکی ساتھ رہتی تھی جب کپڑے زیادہ میلے ہو جاتے تو تنگی باندھ کر کپڑے اتار لئے اور خود ہی

دھو لئے۔“

اسی کو کہتے ہیں صحابہ کرام کی سخی زندگی نہ گھر میں نہ سامان اور نہ برقی سجا سجا کر، نہ شیشہ اور آئینوں کی الماری، نہ بجلی کے حبیبیں و جھیل قمقے، اور نہ آؤپر اور بغل میں بجلی کا پنکھا نہ بھی ہوئی چاندنی و قالین اور نہ گدڑا اور گاڑتیکہ حد ہے نہ ایک کبس ہی ہے کہ جس میں ڈھلے ڈھلائے کپڑے یا کوئی سامان وقت ضرورت رکھا جاسکے اور اس سے بڑھ کر کپڑوں کی گھڑی بھی شاگرد کو نظر نہ آئی جس کا مطلب یہ ہے کہ ہلکے چھلکے اور ضرورت سے زیادہ کوئی چیز نہیں۔ حدیث نبویؐ ”سکون فی الدنیا کما تنق عرقیب“

اور عابد سبیل،

کی عملی تفسیر لوگوں نے دھڑلے میں کہا اور سنا تو ہو گا مگر اس کی عملی تفسیر شاید دیکھنے میں کبھی نہ آئی ہو۔

اے جنت الفردوس کے رہنے والے! تو نے اپنی زندگی کو اپنی روحانی اور علمی اولاد کے لئے سراپا بنوئے بنا کر پیش کیا، زمین و آسمان اور مہر کے دھند و دیوار گواہ ہیں کہ اس ہندوستان کی سمر زمیں کو ایک صحابی تو نہیں مگر صحابی کی سخی زندگی کا شہید آئی اور ایک

عاشق رسولؐ نے اپنے قدم میثاق ازوم سے نوازا ہے اللہ اللہ! سفر پر جا رہے ہیں مگر نہ کوئی خاص اہتمام ہے۔ اور نہ کسی چیز کی کوئی فکر اور نہ اور کپڑے بہت میلے ہو گئے تو اتار کر غولپنے ست مہارک سے دھو لئے۔ ہمارے وہ پیر اور پیر زادے کہاں ہیں جن کو یہ قلب کے فرائض انجام دینے کا دھڑلے کرتے ہیں مگر دنیا کی زیبائش اور آرائش اور شپ ٹاپ سے ان کو فرصت نہیں۔ کوٹھی، گڑے دار کر سیول اور قالین و گاؤں گیارے سے گراستہ ہے۔ خدام اور دربانوں کا پرہ لگا ہے سفر پر جا رہے ہیں تو آٹا سامان جتنا ایک ادسط درجے کے پورے گھر میں بھی نہیں ہوتا۔ کہاں ہیں ہمارے وہ علمائے کرام جو دنیا کی چند روزہ زندگی پر لوگوں کو دھتلا کر کسٹھایا کرتے ہیں اور خود سینکڑوں برس جینے کے سامان کے نیچے دبے پڑے ہیں۔ دیکھئے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک سچے تائب اور ناصب کو ایک خدا ترس عالم باعمل اور اولوالعزم مبلغ اسلام کو اور ایک واقعی پیر اور علی واعظ کو۔

یہیں یہ قصہ ختم نہیں ہوتا حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے جسم مبارک پر سفر و حضر میں جو لباس ہوتا اس کی فہرست بھی ملاحظہ فرمایا جائے۔ حضرت شیخ الہند فرماتے ہیں :-

”بغیر کرتے کے بندوں دار احکین (یا انگرکھا) اور پا جامہ، سرزدی ہوئی تو مختصر سا جامہ، ورنہ عموماً کٹھنپ تمام سرزدی میں سرپ رہتا۔“

یہ مسلمان جو علماء دین کو برا بھلا کہتے ہیں انصاف کریں۔ اس سے بڑھ کر کبھی مادگی ممکن ہے اور کیا اس میں صحابہ کرام کی سخی زندگی کی جھلک نہیں ہے؟ اور یہ نہ سوچئے کہ یہ عارضی لباس تھا نہیں اسی طرز پر پوری زندگی گزار دی گئی۔

مرمن الوفا میں جو لباس جسم پر نظر آئے۔ اس کی فہرست بھی ملاحظہ فرمائیے۔ امیر شاہ خاں راوی ہیں :-

”سر پر میلہ اور پھٹا مٹھا امامہ جس میں ہرے پڑے ہوتے تھے اور چون کہ سرزدی کا زمانہ تھا اس لئے دھوتر کی بنی رنگی ہوئی مرزئی پہنے ہوئے تھے۔ جسین کے مچھے تھے اور سچے نہ کرتے تھا اور نہ انکرکھا تھا اور ایک رضائی اور شے ہوئے تھے، جو بنی رنگی ہوئی، اور جس میں موچی گوٹ لگی ہوئی تھی، جو بھیجی ہوئی تھی اور گھنڈ تھی اور کہیں

سے بالکل اڑی ہوئی تھی۔ اللہ اکبر! یہ لباس ہے حضرت قاسم العلوم و الخیرات مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو ہندوستان، پاکستان اور افغانستان و اشرافیہ کے تاجی گرامی اور مشہور ممال علم کے استاد کے ساتھ ساتھ جو اپنے زمانہ میں بہت سے نوابوں اور امراء کے مرجع تھے اور جن کے ایک اشارہ اور پیر کا کھولنا بارش کی طرح برس سکتے تھے۔

کمال اعلیٰ اور حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی سے سبق حاصل کرتے اور آپ کے فرائض کو چلنے کی سعی کرتے۔

عاشق رسولؐ اور صحابہ کرام کی سخی زندگی کے حضرت مولانا محمد قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نوازش جلدیہ عدل و مساوات کا ایک دلپذیر واقعہ بھی پڑھنا بیان اس کا ہے جس نے جنتی قرار یہ واقعہ دیکھا ہے مولانا منصور علی خاں حیدر آبادی فرماتے ہیں :-

ایک دن چند جہان کھانے کے دستہ ہاتھ دھوئے کو آئے اور دوسرے صاحب نے ان کے ہاتھ دھلا دیئے مگر ایک بڑھا مکین، شکستہ حال رہ گیا۔ اس کے کسی نے دھو نہ دیا۔ سیدنا الامام دیکھ کر اس واقعہ کو دیکھ رہے تھے کہ بڑھے کو مسکین و غریب جان کر لوگوں کی توجہ اس کی طرف نہیں ہو رہی ہے، مولانا منصور علی خاں کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ بڑھا کھانے کے واسطے تھکای تھا کہ دیکھتے ہی مولانا دحروت اسم، صاحب نے جھپٹ کر اس قدر جلد دے لوٹا اٹھا یہ کہ میں حیران رہ گیا اور دونوں ہاتھوں سے نہایت ادب کے ساتھ دھوا پکڑ کر اس بڑھے کے ہاتھ دھلا دیئے۔“

مسلمانوں کے ساتھ خواہ کتنا ہی شک حال ہو احترام و اکرام کا یہ ذریعہ نہ کیا جاسکے کہ آپ کی نگاہ میں امیر و غریب اور شریف و ذلیل کوئی تفریق تھی؟ اور اپنے مہمانوں کی خدمت کے لئے اس سب سے کیا سبق نکالے؟ کہ خدا خواست آپ مہمانوں کی خدمت کو اپنے لئے باعث ننگ رہ سکتے تھے؟

خانقاہوں کے گدی نشین پیر زادے اور عاقبت
یاد دہی، ایمان داری سے بچا نہیں کیا یہ دینی حسد نہ
بل بقی ہے؟ اب تو بڑی بڑی بارگاہوں میں بھی
اس میں امیر و غریب اور شریف و کمینہ کی تقریقی معنے
بیچہ و شیراز اور سوٹ لوٹ والوں کا دسترخوان الگ
ہے اور عرب اور شکرہ حال دیندار مسلمانوں کا بیچہ
طرف تعلیم و ترقیم کی فراوانی ہوتی ہے اور دوسری
تقریر و توجہ کی، اَلَا مَنَاشَاءُ اللہ، اِنَّا لِلہ و
بِسْمِ اللہِ اَرْجُوْهُ ط

جس زمانہ میں حضرت نانو تووی رحمۃ اللہ علیہ شیخ متروکی
طبع میں تصبیح کی خدمت پر تھے تو آپ نے اس
کے ایک دوسرے ملازم سے دوستی کی جس کو
سے کوئی رنج نہ تھا۔ بعض لوگ ناخوش تھے کہ
شرع مولوی ہو کہ ایک آزاد شخص سے یہ کیا
کہ جھجھکی ہے، مگر ملاحظہ فرمائیے۔ حضرت
شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو پھر کس طرح دراز
ت پر ڈال دیا۔ لکھا ہے:-

”ایک دن جب وہ احد مولیٰ نہ تھا
تھے۔۔۔۔۔ مولیٰ نے حافظ جی
سے کہا کہ بھئی! ہماری دوستی کا
مطلب یہ ہونا چاہیے کہ دونوں کا رنگ
ایک ہی ہو، اچھا نہیں معلوم ہوتا
کہ ہماری وضع قطع کچھ اور ہو اور
ہمارے دوست کی کچھ اور فرمایا
کہ لاؤ میں ہی تمہارا رنگ اختیار کرنا
ہوں۔۔۔ (یہ سنکر) حافظ جی
بے جاہ سے کی آنکھوں سے آنسو
نکل پڑے۔ اور اس کے بعد پھر اپنے
دوست کا ایسا پختہ رنگ اختیار کیا کہ
پہرہ پہن کر مسلمانوں کی وضع قطع بھی کر لی،
اور اس دور سے پہلے نمازی اور نیک
بیخ بن گئے۔“

اللہ والے اور خالص مسلمان کی باتوں کی
ملاحظہ فرمائیے۔ خدا شاہد ہے اگر آج بھی
اس اور اللہ فی اللہ کوئی اچھی بات کسی
مجلسے نو ضرور اثر انگیز ہوگی۔ مگر آہ!
خلاص للہیت کہاں؟ اب تو ان کی جگہ
نود اور بدعت پرستائش کی بھی خواہش
ہے۔ پھر اثر کہاں سے آئے۔

کوئی مولوی عبد السمیع صاحب تھے جو بدعتوں
کی آمد اہل بدعت کے دکیل بھی تھے۔ ان ہی
محقق :-

”اب ایک صاحب نے میرے میں مولانا محمد اسم
صاحب سے دریافت کیا کہ مولوی عبد السمیع
تو مولود شریف کرتے ہیں آپ کیوں نہیں
کرتے؟“

مولانا محمد اسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب

”بھائی! انھیں مولوی عبد السمیع صاحب کو
سزاوار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ
محبت معلوم ہوتی ہے مجھے بھی اللہ کے
محبت نصیب کرے۔“

طرحہ نمائش سے کہ آج ان ہی مولانا محمد اسم صاحب
کے ملاقات رضا خانی خلافت اچھا لیتے ہیں، اور ان کے
نوجوان علماء نا سمجھی سے نہ معلوم کیا کیا کہتے پھرتے
ہیں۔ ایک طرف ”حسن ظن“ کا یہ عالم، اور دوسری طرف
کچھ لوگوں نے دیوبندیوں کو کافر ثابت کرنے یا روٹی
کمانے کے لئے آسمان سر پر اٹھا رکھا ہے۔

جو لوگ علماء دیوبند کو کافر کہہ کر اپنا جی ٹھنڈا کرتے
ہیں۔ اسی گروہ کے ایک بزرگ حضرت نانو تووی رحمۃ اللہ علیہ
کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر آپ نے کیا سلوک کیا:-

مولیٰ نے نہایت عزت کے ساتھ ان کو یہاں
بنایا۔۔۔۔۔ سب طالب علموں کو سمجھا دیا کہ
خبردار کوئی لنگو ان کے طریقے کے خلاف نہ
کی جائے، کیوں کہ جہان کی دل شکنی نہ کرنی
چاہیے۔“

اللہ اللہ اپنے مخالفت مسلک کا یہ احترام دالوں
ہے۔ اور یہاں وہیں کا یہ پاس کہ دشمنی ناجائز، اور
دوسری طرف اس سے بدعتی گروہ سے متعلق علماء کو کام کا یہ
حال ہے کہ کافر کہنے میں بھی عار نہیں سمجھتے۔

حضرت نانو تووی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مخالفوں سے
جو اس خندہ پیشانی سے ملتے اور ان کی عزت کرتے تھے
اس کے متعلق ایک دفعہ ایک حکیم صاحب نے مولانا
لنگوہی سے شکوہ کیا کہ مولیٰ بھی عجیب آدمی ہیں یہ شیخ
کہ حضرت لنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:-

”حکیم صاحب! آپ کیا فرما رہے ہیں؟ آپ
ان کے قلب کی حالت ملاحظہ نہیں فرماتے۔۔۔
جس شخص کے قلب میں ایمان کی طرح یہ واضح
ہو چکا ہے، کہ دنیا میں اس سے زیادہ ذلیل
و خوار کوئی ہستی نہیں ہے۔“

یہ ایک عالم ربانی کی گواہی ہے، حضرت رحمۃ اللہ
علیہ کی قد صبح اور عجز و آکساری کی۔

حضرت مولانا محمد اسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ
کا دستور تھا کہ سفر سے جب کبھی واپس ہوتے تو سنت
طریقہ کے مطابق پہلے مسجد میں کچھ دیر قیام فرماتے، اسے
کی خبر سنتی میں کسی نہ کسی طرح بھل جاتی اور لوگ اگر
گھیر لیتے، کبھی کبھی آپ کے بوڑھے بابا جان بھی
غلبہ محبت میں مسجد ہی میں دیکھنے آ جلتے۔
مگر :-

”جوں ہی حضرت والا کی نظر والد بزرگوار
پر پڑتی، گھبرا کر لپکتے اور اپنے والد
بزرگوار کے قدموں پر گر جاتے
پھر والد کے قدموں سے سر اٹھاتے
اور ان کے ہاتھ کو چومتے۔“

اپنے وقت کے سب سے بڑے عالم دین

کی انسانیت اور شرافت ملاحظہ فرمائیے، کہ اپنے
بوڑھے باپ کی کیسی تکیم فرماتے،
مسلمانوں! یہ ہے باپ کی عظمت جو صرف زبان
سے نہیں۔ عمل سے ثابت کی جا رہی ہے، قرآن و حدیث
میں والدین کی عظمت کا حال پڑھا ہوگا۔ عیضوں میں سنا بھی
ہوگا مگر آنکھوں سے شاید پہلی ہی مرتبہ آپ کے زمانہ
والوں نے یہ منظر دیکھا ہو۔ اور مسجد سے جب گھر تشریف
لانے تو سب سے پہلی ہی ملاقات میں جب دیکھتے کہ حقہ
والد کے آگے پڑا ہے، تو دریافت فرماتے کہ باوا جی!
آپ کی چیم میں آگ بھی ہے یا نہیں؟ جب بھی والد فرماتے
کہ بھائی! بڑی دیر سے یوں ہی ٹھنڈا رکھا ہے اس
پر حضرت یہ فرماتے کہ لاشیے میں لاؤں!

حقہ کو اٹھاتے اسے تازہ کرتے، اور والد
کی خدمت میں تیار کر کے پیش فرما دیتے۔

سچ ہے آپ کی زندگی سربا عمل ہی عمل ہے
کہتے کم اور کرتے زیادہ تھے۔ آج اس زندگی کا مثالوں
میں کال سا پڑ گیا ہے جس کی بے حد ضرورت
ہے و کاش مسلمان ان واقعات سے کبھی غافل
سبق لیتے :-

مطبوعہ انجمن خدام الدین

چونتیس سائل کا سٹ جلد ۰-۸-۲

پانچوں تفاسیر کا مجموعہ جلد ۰-۸-۱

خلاصۃ المشکوٰۃ جلد ۰-۲-۱

خطبات

از حضرت مولانا احمد علی صاحب

خطبات حصہ اول جلد ۰-۸-۱

خطبات دوم جلد ۰-۸-۱

خطبات سوم جلد ۰-۸-۲

خطبات چہارم جلد ۰-۸-۱

خطبات پنجم جلد ۰-۸-۱

کتب ملنے کا پتہ :-

دفتر انجمن خدام الدین لاہور

درخانہ شیرالوالہ

۱۳۴۵ھ - ۱۹۵۵ء

۲ ربیع الثانی مطابق ۱۸ نومبر

خطبہ جمعہ

دو جماعتیں دین کی محافظ ہیں

علماء کرام اور صوفیائے عظام

اَزْجَنَابِ رَحْمَةِ تَعْسِيرُ حَضْرَتِ مَوْلَانَا اَحْمَد عَلِي صَاخُطِيْب مَسْجِدِ شَيْخِ الْاَوَّلِ الْاَوَّلِ

بہ عرضا من الدینا لم یجد عرف الجنة يوم القيمة - یعنی
لیجھا رواہ احمد والیو اوڈ و ابن ماجہ ترجمہ جس شخص
نے وہ علم حاصل کیا - جس سے اللہ کی رضا حاصل کی
جاسکتی تھی - وہ شخص محض اس غرض سے پڑھتا ہے
کہ اس سے دنیا کا سامان حاصل کرے - قیامت کے
دن وہ بہشت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا -
لہذا دین الہی کے طالب علم کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ
کا دین (کتاب و سنت) محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے
کے لئے پڑھے - اللہ تعالیٰ نے اس کی قسمت میں جو رزق
لکھا ہوا ہے - وہ ضرور ہی مل جائے گا - شعر
دو چیز آدمی کا کشد زور زور
یکے آب و روانہ دگر خاک گور

رضا الہی حاصل کرنے کیلئے علم دین پڑھنے کا ثواب
صحیح مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
عنه کی روایت میں یہ الفاظ ہیں - رومن سلطنت طریقا
یلتقس فیہ علما فصل اللہ لہ بہ طریقاً الی الجنة ترجمہ
اور جو شخص ایسا راستہ چلے جس میں علم (دین) پڑھنے
کے لئے جارہا ہو - اس کے سبب سے اللہ اس پر
بہشت کا راستہ آسان کر دے گا -

امام احمد - ترمذی - ابو داؤد - ابن ماجہ حدیث
میں ابوالدرداء کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے - آپ نے فرمایا - جو
شخص ایسا راستہ چلے جس میں علم دین حاصل کرنا
چاہتا ہے - اللہ اسے اس کے سبب سے بہشت کے
راستوں میں سے ایک راستہ پر چلا دے گا - اور تحقیق
فرشتے البتہ اپنے بہروں کو طالب العلم کی رضا کے لئے
رکھ دیتے ہیں - یعنی اس کے علم حاصل کرنے میں آسانی
کی کوشش کرتے ہیں -

ان فضیلتوں کا سبب

یہ ادران اسلام آپ نے سید المرسلین خاتم النبیین
الصلوة والسلام کی زبان مبارک سے دین کے طالب علم
کی فضیلتیں سنی ہیں - میرے خیال میں ان کا یہ سبب
ہے - تاکہ مسلمان شوق سے دین الہی کا علم حاصل کریں
اور عالم ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ کے دین کے علمدار
اور محافظ ثابت ہوں - یہ یاد رہے - کہ جو شخص
رضا الہی حاصل کرنے کے لئے علم دین پڑھنے کے لئے گھر
سے نکلے - وہ خواہ بچاس سال علم دین کی حصول کے
لئے دنیا بھر کا چکر کاٹتا پھرے تاکہ یہ علم پڑھ کر دنیا
کمائے بارگاہ الہی میں اس کے بچاس سالہ زمانہ طالب علمی
کی ایک دھیلہ برابر بھی قیمت نہیں ہے -

مبارکباد

طلبہ علوم دینیہ کو مبارکباد دیتا ہوں - کہ علم
دین حاصل کرنے کے لئے جو سفر آپ کرتے ہیں - اس
سفر کے عوض میں جنت کے راستہ پر چلنے کی توفیق

یعنی درویش اور علماء گونگے شیطان بن جاتے ہیں -
بنی اسرائیل کا حال یہی ہوا - کہ لوگ عموماً دنیوی دنیا
شہوات میں منہمک ہو کر خدا تعالیٰ کی عظمت اور جلال
اور اس کے قوانین و احکام کو بھلا بیٹھے - اور جو شاخ
اور علماء کہلاتے تھے - انہوں نے امر بالمعروف نہی عن
المنکر کا فریضہ ترک کر دیا - کیونکہ دنیا کی حرص اور
اتباع شہوات میں وہ اپنے عوام سے بھی آگے تھے -
مخلوق کا خوف یا دنیا کا لالچ حتیٰ کی آواز بلند کرنے سے
مانع ہوتا تھا - اسی سکوت اور مدانت سے پہلی قومیں
تباہ ہوئیں - اسی لئے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ
والسلام کو قرآن وحدیث کی بیشمار نصوص میں بہت
ہی سخت تاکید و تنبیہ کی گئی ہے - کہ کسی وقت اور
کسی شخص کے مقابلہ میں اس فرض امر بالمعروف کے
ادا کرنے سے تعاضل نہ برتیں -

حاصل یہ نکلا - کہ یہودی بے دینی کا باعث
ان کے فقراء اور مشائخ کی خاموشی کو قرار دیا گیا -
کیونکہ وہ حضرات یہود کو امر بالمعروف زینکی کا حکم
کرتا - اور نہی عن المنکر (براہی سے روکنا) نہیں کرتے
اس لئے قوم گمراہ ہو گئی ہے -

نصاری کا ذمی علم طبقہ اور فقراء

قوله تعالى (وَلْيَخْشَ الَّذِينَ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةَ
لِّلَّذِينَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّا نَطَاعُوْهُ فَاِنَّ
مِنْهُمْ قَسِيْصِيْنَ وَرَهْبَانًا وَاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ
سورة المائدة رکوع ۷ پارہ ۷ ترجمہ اور تو سب
سے نزدیک محبت میں مسلمانوں سے ان لوگوں کو پائے گا -
جو کہتے ہیں - کہ ہم نصاریٰ ہیں - یہ اس لئے کہ ان میں
علماء اور فقراء ہیں - اور اس لئے کہ وہ تکبر نہیں کرتے
حاصل یہ نکلا - کہ نصاریٰ کے علماء اور فقراء نیک
ہیں - اس لئے وہ مسلمانوں کے زیادہ قریب ہیں -

پہل اچھا تب ہوگا - جب بیچ اچھا ہوگا

علم دین کے طالب کی نیت صحیح ہونی چاہیے

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم من تعلم علماً مما یبتغی بہ وجه اللہ لا یتعلم الا یتعصب

یہ ادران اسلام - دنیا میں یہ قاعدہ مسلم چلا
آ رہا ہے - کہ جس چیز کی حفاظت مقصود ہو - اس کے
لئے محافظ مقرر کیا جاتا ہے - مثلاً حکومت چاہتی ہے
کہ جیل کے قیدیوں میں سے کوئی بھاگنے نہ پائے - تو
حکومت جیل میں ہر وقت محافظ رکھتی ہے - جو دن
اور رات کے چوبیس گھنٹے پہرہ دیتے رہتے ہیں - تاکہ
کوئی جیل سے بھاگ نہ جائے - اسی طرح جیل اللہ تعالیٰ
چاہتا تھا - کہ اس کا نازل کردہ دین مخالفین کی زد
سے محفوظ رہے - تو اس نے اپنے دین کی حفاظت
کے لئے اپنے بندوں میں سے ایسے حضرات کو منتخب
فرمایا - جو حفاظت کی ذمہ داری کو باحسن وجہ انجام
دے سکتے تھے - اور یہ صلاحیت فقط ان علماء کرام ہی
کو حاصل تھی - جنہوں نے اپنی عزیز عمر کو دین الہی
کے سمجھنے اور اس کے بعد اسے انسانوں کو ذہن نشین
کرانے میں صرف کیا ہو - یہ قاعدہ ہے - کہ ایک چیز علی
طور پر ذہن نشین ہو جاتی ہے - مگر اسے علی جامہ پہننے
کی توفیق نہیں ہوتی - جب تک اس کے عامل کی ہم نشینی
نہیں ہے - کیا خوان نیما میں لذیذ کھانوں کے پکانے
کی جو ترکیبیں لکھی ہوئی ہیں - انہیں پڑھ کر کوئی شخص
پکا سکتا ہے - جب تک کہ کسی باورچی کی شاگردی نہ کرے
قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے - کہ گزشتہ شریعتوں میں
بھی یہی دونوں جماعتیں دین کی حفاظت کی ذمہ دار
تھیں - مثلاً

قوله تعالى (لَوْ لَا يَنْهٰهُمْ اَللّٰهُ بَابِئُوْنَ
وَالْاٰحْبَادُ عَنْ قَوْلِهِمْ اَلَا تَمُرُّوْا عَلَيْهِمْ
النَّبِیُّتُ لَیْسَ مَا كَانُوْا یَصْنَعُوْنَ) سورة
الانعام رکوع ۷ پارہ ۷ ترجمہ ان کے فقراء اور علماء
گناہ کی بات کہنے اور حرام مال کھانے سے انہیں کیوں نہیں
منع کرتے - البتہ بری ہے - وہ چیز جو وہ کرتے ہیں -

شیخ الاسلام کا حاشیہ

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اس آیت کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں - جب خدا
کمی قوم کو تباہ کرتا ہے - تو اس کے عوام گناہوں اور
نافرمانیوں میں غرق ہو جاتے ہیں - اور اس کے خواص

نقص خطیہ جمعہ

اصغر سے آگے

نقصیب ہوگی۔ اور اس نعمت کا اصلی سبب یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لیا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی اس ذمہ داری کا حق ادا کرنے کے لئے علماء کرام آلہ کار بنے ہوئے ہیں۔ وہ علماء کرام بالآخر دنیا سے رخصت ہوں گے۔ تو ان کی جگہ شاعت حفاظت قرآن کے لئے آپ ہی جیٹیت بنے اساتذہ کرام کے علمی خلف الرشید ہونے کے ان کے مسند کو آباد رکھینگے اے طلبہ کرام۔ آپ کو اللہ تعالیٰ عالم باعمل بنائے اور تبلیغ و اشاعت قرآن مجید کی توفیق عطا فرمائے آمین یا اللہ العالمین۔

کتاب وسنتہ کے علماء کرام کی فضیلت

احمد ترمذی۔ ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی۔ ابن ابی الدرداء کی روایت میں یہ الفاظ ہیں (وان العالم يستغفر له من في السموات ومن في الارض والحيتان في جوف الماء وان فضل العالم على العابد كفضل القمر ليلة البدر على سائر الكواكب وان العلماء ورثة الانبياء وان الانبياء لم يورثوا دينارا ولا درهما واما ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر ترجمہ اور بیشک عالم کے لئے سب آسمانوں اور زمین میں رہنے والے دعاء مغفرت کرتے ہیں۔ اور پانی میں مچھلیاں بھی (عالم کے لئے) دعاء مغفرت کرتی ہیں۔ اور عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جس طرح چودھویں رات کے چاند کو باقی ستاروں پر اور بیشک علماء ہی انبیاء کے وارث ہیں۔ اور بیشک انبیاء کا ورثہ دینار اور درہم نہیں ہیں۔ بلکہ ان کا ورثہ ہے جس کا وارث (انہوں نے) عالم کو بتایا ہے۔ پس جس شخص نے علم کو حاصل کیا۔ اس نے کمال حصہ پایا۔

درس قرآن مجید کی فضیلت

صحیح مسلم میں ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں۔ (وما اجتمع قوم في بيت من بيوت الله يتلون كتاب الله ويتدارسونه بينهم الا نزلت عليهم السكينة وغشيتهم الرحمة وحققهم الملائكة وذكروهم الله فممن عنده ومن بطا به علم لم يسرع به نسب) ترجمہ اور جب کوئی قوم خدا کے گھر میں جمع ہوجاتی ہے اور کتاب اللہ کو پڑھتی اور پڑھاتی ہے۔ تو اس پر خدا کی تسکین نازل ہوتی ہے۔ اور خدا کی رحمت اس پر چھا جاتی ہے۔ اور فرشتے اس کو گھیر لیتے ہیں۔ اور اللہ اس قوم کا ذکر ان فرشتوں میں کرتا ہے۔ جو اس کے پاس رہتے ہیں۔ اور جس شخص نے عمل میں قصور کیا۔ اس کا نسب کام نہ آئے گا۔

مبارکباد

اے۔ قرآن مجید کا درس دینے والے علماء کرام

آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے بالآپ کے اس درس قرآن مجید کی بڑی عزت ہے۔ اسی کی برکت سے درس قرآن مجید کے وقت وہ رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔ جن کا ذکر ابھی آپ سن چکے ہیں۔

دعا

اے اللہ۔ درس قرآن مجید دینے والے علماء کرام کے دلوں میں قرآن مجید کا وہ مطلب ڈال جو تو اپنے بندوں تک پہنچانا چاہتا ہے۔ اور ان کی زبانوں سے وہ کہلوا۔ جو تو اپنے بندوں سے کہنا چاہتا ہے۔ اور چونکہ تیرے رحمت للعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری سیرت تیرے قرآن مجید کی شرح ہے۔ اس لئے درس قرآن مجید دینے والوں کو قرآن مجید کی تفسیر بیان کرتے وقت تیرے پیغمبر کی سیرت کو سامنے رکھ کر بیان کرنے کی توفیق عطا فرما۔ اور یہ حضرات جو کچھ تیری توفیق سے بیان فرمائیں۔ انہیں بھی اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین یا اللہ العالمین

دین کی محافظہ دوسری جماعت

صوفیائے عظام ہیں

صوفیائے عظام بھی اللہ تعالیٰ کے دین کی محافظ ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مسند نشین ہیں۔ کتاب وسنتہ کی علمی تبلیغ و اشاعت تو علماء کرام کے ذریعہ سے ہو رہی ہے۔ اور امت محمدیہ صلی صاجہا الصلوٰۃ والسلام میں کتاب وسنتہ پر عملی رنگ جو نظر آتا ہے۔ اس میں بفضلہ تعالیٰ صوفیائے کرام کا بہت بڑا دخل ہے۔ یہ ٹھیک ہے۔ کہ حتیٰ پرست علماء کرام کے مدارس دینیہ میں کتاب وسنتہ کی بہترین تعلیم دی جاتی ہے۔ اور وہاں کے طلبہ کتاب وسنتہ کے بہترین عالم ہو کر نکلتے ہیں۔ مگر چونکہ کتابی تعلیم کے ساتھ طلبہ کو اپنی عملی تربیت پیش نظر نہیں ہوتی۔ اس لئے عملی کمزوریاں باقی رہتی ہیں۔ ان کی اصلاح کے لئے کسی شریعت کے عامل کامل کی دامگیری کی ضرورت پیش آتی ہے میں اس وقت ان کمزوریوں کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا البتہ یہ ضرور عرض کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ کہ مجھے ان چیزوں کا تجربہ ہے۔ علوم مروجہ سے فارغ ہونے کے بعد تقریباً ۲۴ سال سے مجھے طلبہ علوم دینیہ کی خدمت کا موقع ملا ہے۔ اور محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تقریباً ۳۵ سال سے فارغ التحصیل علماء کرام کو ہر سال رمضان المبارک میں دورہ تفسیر پڑھاتا ہوں اس لئے اچھی طرح سے جانتا ہوں۔ کہ علماء کرام بھی جب تک کسی باطن کے کامل کے سامنے زانوئے ادب نہ کر کے اپنی تربیت نہ کرائیں۔ کتاب وسنتہ کا عملی رنگ ان پر مکمل نہیں چڑھتا۔

اصلی صوفیائے کرام

برادران اسلام۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا

اعلان ہے۔ کہ ہم نے ہر چیز کی دو قسمیں پیدا کی ہیں اس قاعدہ کے ماتحت تصوف کے جیس میں سامنے آئے والوں کی بھی دو قسمیں ہیں۔ اسی لئے کسی نے فرمایا ہے

شعبہ اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

پس بہر دست نباید داد دست

اسی لئے میں کہتا ہوں۔ کہ اگر کوئی شخص صوفی کہلائے آسمان پر اڑتا ہوا آئے۔ لاکھوں مرید پیچھے لگا کر لائے۔ اور قبیلہ عالم کہلائے۔ اگر اس کا مسلک و طریقہ کتاب وسنتہ کے خلاف ہے۔ تو اس کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھنا بلحاظ ادب و احترام گناہ ہے۔ اور اس کی بیعت کرنا حرام ہے۔ اور ہو جائے۔ تو توڑنا فرض عین ہے۔

کھرب صوفیائے کرام

وہ حضرات ہیں۔ جن کا تصوف کتاب وسنتہ کے تابع ہو۔ اور موجب ارشاد رحمتہ العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام جنہیں دیکھا جائے۔ تو خدایا د آئے۔ اس کے علاوہ ان کی صحبت میں بیٹھے۔ تو طبیعت میں رجوع الی اللہ کے اثرات محسوس ہوں۔ ریشہ طلبہ اپنے اندر کا نور فطرہ صحیح سالم ہو۔ تب یہ چیز محسوس ہوتی ہے۔ ایسے اللہ والوں کی صحبت میں بیٹھنے اور ان سے اخذ فیض کا جو طریقہ ہے اس طریقہ سے ان کیساتھ تعلق رکھے۔ تو بفضلہ تعالیٰ ان کی عملی اصلاح ہو جاتی ہے۔ اور ایسے حضرات کا وجود مسعود دین الہی کی شمع ہدایت ہوتا ہے۔ اور ان کی صحبت میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے بڑی بڑی رحمتیں اور برکتیں نصیب ہوتی ہیں

دعا

اللہ تعالیٰ ان دونوں جماعتوں کے فیض سے ہر مسلمان کو مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے انہیں حضرات کا دامن گیر دنیا میں رکھے۔ اور انہیں کی صحبت میں محشر میں اٹھائے۔ آمین یا اللہ العالمین

ہماری کتب

فطری حکومت۔ از مولانا قاری محمد طیبؒ مہتمم دیوبند ۴ روپے
زندگی کے لطیف حاشے۔ جاناہ زمر ۲ روپے
کشف حقیقت۔ شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی ۱۲ روپے
خطبہ شیخ الاسلام مولانا مدنی ۸ روپے
حیات مسیح۔ ۸ روپے
دو خطبے۔ مولانا ابوالکلام آزاد ۴ روپے
نبوت و ایمان۔ ۴ روپے
بہتر کتب شیعہ۔ ۴ روپے
نیر پر قسم کی علمی ادبی۔ مذہبی کتب حاصل کرنے کے ہماری خدمات حاصل کریں۔

مکتبہ خدام الدین روارہ شیر نوالہ لاہور

مجلس ذکر

(مرتبہ چودھری عبدالرحمن خان صاحب)

مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مظلہ العالی سندھ کے ۱۶ روزہ سفر کے بعد بخیر و عافیت ۱۷ نومبر ۱۹۵۵ء کی رات کو پاکستان میں سے واپس تشریف لائے۔ آج مورخہ یکم ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۵۵ء آپ نے مجلس ذکر میں شمولیت فرمائی۔ اور ذکر کے بعد مندرجہ ذیل تقریر فرمائی

طیب اور خبیث

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ خَمْدُهُ وَتَسْتَعِیْنُهُ وَتَسْتَغْفِرُهُ
وَتُؤْمِنُ بِهِ وَتَتَوَكَّلُ عَلَیْهِ وَتَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّهِ
اَلْاٰمِنٰتِ وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَلَا
مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُّضِلِلْهُ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَتَشْهَدُ
اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِیْكَ لَهُ وَتَشْهَدُ
اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ

اما بعد۔ میں ہمیشہ آپ سے عرض کیا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جس سے چاہے کام لے لے۔ اس نے اپنے بندوں کی رہنمائی اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔ اس کے لئے جس کو چاہے۔ ذریعہ بنائے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے دونوں مربیوں کی صحبت نصیب فرمائی۔ ان کی دعاؤں کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ نعمت عطا فرمائی۔ کہ میں اپنے آپ کو آپ میں سے کسی سے افضل نہیں سمجھتا دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ کسی گناہ کے باعث مجھ سے یہ نعمت چھین نہ لے۔ محجب۔ کہ۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب نہیں ہیں۔ یہ نعمت اللہ والوں کے ہاں سے ہی ملتی ہے۔ دوسری کسی جگہ سے نہیں ملتی۔ عطر عطر فروش کی دکان سے ہی ملیگا۔ بزاز کے ہاں سے نہیں ملیگا۔ ہم اللہ کے دروازہ پر کچھ لینے آتے ہیں۔ یہاں جو کچھ ملتا ہے وہ دوسری جگہ نہیں ملتا۔ یہ قبر میں بھی ساتھ جائیگا۔ یہاں ہدایت ملتی ہے۔ ہدایت نصیب ہوگئی۔ تو یہ قبر میں بھی ساتھ جائے گی۔ حشر میں بھی کام آئے گی۔ اس کے بعد جنت میں پہنچائے گی۔

۱۔ صدقہ میں تیرے ساتھی مشکل آسان کر دے

ہستی میری متادے خاک بے جان کر دے

ان سے عقیدت۔ ادب۔ اور اطاعت ہو۔ تو مدت مدید تک ان کی صحبت میں رہنے کے بعد یہ نعمت نصیب ہوتی ہے۔ میں اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتا ہوں آپ اللہ تعالیٰ کے بندے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہیں۔ میری حیثیت ایک پوسٹمن کی سی ہے۔ مٹی آٹھ بھینچنے والے اور وصول کرنے والے اور ہوتے ہیں پوسٹمن

میں تو دونوں کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ میں تو اللہ تعالیٰ اور حضور کی طرف سے آپ کی رہنمائی کے لئے کچھ عرض کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہی یہاں لاتے ہیں۔ اور وہی بولنے کی توفیق دیتے ہیں۔ میں کچھ پڑھ کر نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتے ہیں۔ زبان سے کہلوا دیتے ہیں۔

آج میں کچھ طیب اور خبیث کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ ہر چیز یا طیب ہوتی ہے۔ یا خبیث۔ بعض مال طیب ہوتا ہے۔ اور بعض خبیث۔ یہ اگر حال ذریعہ سے آئے تو طیب۔ جیسے بیج و شری میں مشتری ٹیٹ کو اپنی خوشی سے روپیہ دے کر چیز خریدتا ہے۔ پیسہ اور ہدیہ میں بھی خوشی کا دخل ہوتا ہے۔ حضرت ابراہیم اوصم رم جنگل سے لکڑیاں لا کر مکہ معظمہ میں ان کو فروخت کرتے اور یہ فرمایا کرتے تھے۔ مَنْ يَّشْتَرِى الطَّيِّبَ بِالطَّيِّبِ (کون ہے جو طیب مال کو طیب مال سے خریدتا ہے) جو ری۔ ڈاکہ۔ فریب دھوکہ بازی۔ یہ حرام ذرائع ہیں۔ ان سے حاصل کیا ہوا مال خبیث ہوتا ہے۔ مال بظاہر طیب ہوتا ہے۔ لیکن ذریعہ اس کو خبیث بنا دیتا ہے۔ ان ذرائع میں مالک کی خوشی شامل نہیں ہوتی۔ بعض اوقات بظاہر خوشی سے دیتا ہے۔ لیکن دل میں ناراض ہوتا ہے جیسے رشوت ہیں۔

مال پر اعمال کا ترتیب ہوتا ہے۔ بعض اعمال طیب اور بعض خبیث۔ مال سے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ اگر مال طیب ہوگا۔ تو جذبات طیبہ پیدا ہوں گے۔ جذبات طیبہ سے اعمال طیبہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس سے خدا راضی ہوگا خدا راضی ہوگا۔ تو دنیا میں حیوۃ طیبہ نصیب ہوگی۔ اور مرنے کے بعد قبر بہشت کا باغ بن جائے گی۔ اگر مال خبیث ہوگا۔ تو جذبات اور اعمال خبیث ہوں گے۔ اس سے خدا ناراض ہوگا۔ خسوالد دنیا والا خسوة

ہر شخص خبیث چیز کو ناپسند کرتا ہے۔ خبیث

عربی لفظ ہے۔ اس کا اردو ترجمہ گندا ہے۔ مثلاً میٹھی چیز ہو۔ رات کو جس برتن میں رکھی تھی۔ وہ ننگا پڑا اور اس میں سے چوہہ کھاتے رہے۔ فرض کرو۔ برتن بھی

گندا تھا۔ اور سورج نکلنے کے بعد اس پر مکھیاں بھنسا رہی ہوں۔ کوئی شریف آدمی ایسی باسی اور گندی چیز کو کھانا پسند نہیں کرتا۔ ہم ہر طیب چیز کو پسند کرتے ہیں۔ انسان ہو تو طیب۔ جس نے کبھی مسواک نہ کی ہو۔ اس کے منہ سے بو آتی ہو۔ اس کے کپڑے بھی گندے ہوں۔ اس کو کوئی بھی پسند نہ کرے گا۔ کیا اللہ تعالیٰ کو بندے کچھ چاہئیں؟ کیا اس نے جنت خبیثوں کے لئے بنائی ہے۔ وہ تو بہت نازک مزاج محبوب ہے۔ ذرا سی بات پر ناراض ہو جاتا ہے۔

ایک شخص نے مجھ سے اپنا واقعہ بیان کیا۔ آپ میں سے کچھ حضرات اس کو جانتے ہیں۔ میں آپ کو اس کا نام نہیں بتاؤں گا۔ اس کا بیان ہے۔ کہ میں اللہ تعالیٰ سے کیا کرتا تھا۔ اس کی برکت سے میرے دل میں ایک چراغ روشن تھا۔ ایک دن میں پانی والے تالاب کی طرف سے آ رہا تھا۔ سنہری مسجد کے قریب ایک ہندو نوجوان لڑکی پر میری نظر کا پڑنا تھا۔ کہ چراغ بجھ گیا۔ پھر آج تک روشن نہیں ہوا۔ وہ تو ایسا نازک مزاج محبوب ہے۔ کہ خبر پر نظر بھی پڑ جائے تو ناراض ہو جاتا ہے۔ میان طبع اپنے بس کی بات نہیں۔ یہ دوسری بات ہے۔ کہ انسان طبیعت کو بُرائی سے روکے۔ جیسے منہ زور کھوڑا ہو۔ وہ تو زور لگائے گا۔ گرسوار اس کو روکیگا۔

اعمال طیبہ سے عامل مقبول بنتا ہے۔ اور اعمال خبیثہ سے عامل مردود ہو جاتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لَا يَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا اے شک اللہ پاک ہے۔ اور پاک ہی چیز کو قبول فرماتا ہے) اللہ تعالیٰ کو تو انسان بھی طیب اور اعمال بھی طیب مقبول ہیں۔ سورہ نور رکوع ۳۰ یا اے اللہ میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اَلْخَبِیْثُ الْخَبِیْثُ وَالْخَبِیْثُ الْخَبِیْثُ وَالْخَبِیْثُ الْخَبِیْثُ وَالْخَبِیْثُ الْخَبِیْثُ (ترجمہ خبیث عورتیں خبیث مردوں اور خبیث مردوں اور پاک۔ پاک عورتوں کے لئے ہیں) بعض عورتیں ایسی عفت تاب ہوتی ہیں۔ کہ وہ اپنے سایہ کو بھی غیر مرد سے چھپاتی ہیں۔ چنانچہ دہلی میں پرانے زمانہ کے شرفاء کے ہاں یہ تمدن تھا۔ کہ عورتیں ڈولی میں گھر سے باہر جاتی تھیں کہار ڈولی کو ڈیوڑھی میں رکھ کر باہر چلے جاتے تھے عورت جب اندر بیٹھ جاتی۔ تو وہ اندر آتے۔ اور دل اٹھاتے۔ جس گھر میں جانا ہوتا تھا۔ وہاں بھی لے جا کر اسی طرح ڈیوڑھی میں رکھ کر خود باہر چلے جاتے۔ تو عورت ڈولی سے نکل کر اندر چلی جاتی۔ اب تو جس نے ایمان بچانا ہو۔ وہ آنکھیں نیچی کرے۔ نوجوان لڑکیاں ہار سنگار کر کے بے پردہ ہر جگہ لوگوں کے ایمان خراب کرتی پھر رہی ہیں۔

انسان کے جسم پر غذا کا اثر ہوتا ہے۔ کابل کا پٹان چونکہ دینے کھاتا ہے۔ دینے میں چربی بہت ہوتی ہے۔ اس لئے دینے کھانے والا کابل کا پٹان بڑھ گیا کے مہینوں میں بھی اندر گرمی محسوس کرتا ہے۔ اس کے مقابلہ میں ایک پاکستانی ان ایام میں اندر بھی سردی سے

اندازید آخو کسی سے تو نے کرکھاتے ہوں گے۔ خدا نے دیدے رکھی ہے۔ کہ کوئی چیز کھانی ہے اور کوئی نہیں کھانی۔ لیکن دانستہ حرام کھانے والے بھی موجود ہیں۔

میر سراج الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہاولپور میں چیف جج تھے۔ انہوں نے مجھے ایک دفعہ بتلایا کہ میں نے ساری عمر سائیکل بھی نہیں رکھی۔ ہمارے پاس معمولی ڈاکٹر اور وکیل موٹریں رکھتے ہیں۔ میر صاحب دورے پر جاتے۔ تو ڈاکٹر کو حکم تھا۔ کہ مجھ سے پیسے ہر چیز لاکر لیا کرو۔ ایک دفعہ نوکر نے لکڑیوں کے پیسے نہ لئے تو اس سے پوچھا۔ کہ لکڑی کہاں سے آئی اس نے بتلایا۔ کہ جنگل میں پڑی ہوئی تھیں میں اٹھا لیا میر صاحب نے اس دن دوسری جگہ جانا تھا۔ وہاں نہیں گئے۔ اس پاس کے لوگوں سے دریافت کر کے مالک کو پیسے دئے تو آگے گئے۔ ان کی حلال کھانی کی برکت سے اللہ نے ان کو میر عبدالجلیل صاحب بیٹا عطا فرمایا وہ آج کل بہاول پور میں جج ہیں۔ ایک دن ان کو نواب صاحب نے بلایا۔ تو جو کوٹ پہن کر گئے۔ وہ بیٹا ہوا تھا۔ تو نواب صاحب خفا ہوئے۔ تو عرض کی۔ کہ اتنی تنخواہ ملتی ہے۔ اتنی ابا جی کو دیتا ہوں۔ اتنی بچتی ہے۔ اس میں سے میں کوٹ بھی نہیں بنا سکتا۔ یہ میرے پاس بہترین کوٹ ہے۔ ایک دفعہ نواب صاحب نے ایک ملازم کے متعلق سفارش لکھ بھیجی۔ ان کو یہی پتہ چل گیا۔ جو سفارشی چھٹی لایا تھا۔ اس کو باہر بھاگ ملازم کو سزا دے دی۔ اس کے بعد اس کو بلایا۔ نواب صاحب کو معلوم ہوا۔ تو وہ بہت ناراض ہوئے۔ ان سے عرض کی کہ میں نے تو انصاف کا تقاضا پورا کر کے اس کو جیل بھیج دیا ہے۔ آپ مالک ہیں۔ اس کو رہا کریں یہ جرات حلال چیزوں سے ہی پیدا ہو سکتی ہے۔ حضور کا ارشاد ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

کہ انا عند ظن عبدی فی امیرا بندہ مجھ میں جیسا گمان کرے میں ویسا ہی ہوں۔ چور سمجھتا ہے۔ کہ چوری کروں گا۔ تو رزق بیگا۔ اس کو اسی ذریعہ سے دینا ہے دوسرا حلال کے ذریعہ سے لینا چاہتا ہے۔ اسی کو اس طرح دیتا ہے۔ رزق مال کے پیٹ میں چوتھے مہینہ ہی لکھ دیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ نہ کوئی کھا سکتا ہے اور نہ ایک دانہ چھوڑ کر مر گیا۔ اے مسلمان۔ تیرا تو یہ ایمان ہے۔ لیکن افسوس۔ صد افسوس مسلمان سیدھے راتے سے بہت دور ہٹ گیا ہے

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو مال خبیث سے بچائے اور مال طیب گھر میں لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ کے پاک نام کی برکت سے یہ توفیق نصیب ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو اپنی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ قرآن ایک مشین ہے۔ جس سے انسان کی زندگی کا کاٹا بدل دیا جاتا ہے۔ کاٹا بدلنے والے اللہ کے ہوتے ہیں۔

دو کے نکاح میں تھیں۔ پس ان دونوں نے دین کے معاملہ میں ان دونوں (نیک بندوں) کی خیانت کی پس وہ دونوں ان دونوں کو اللہ کے عذاب سے کچھ بھی نہ بچا سکے۔ اور ان سے کہا گیا ہے۔ کہ دوزخ میں داخل ہونے والوں کے ساتھ تم دونوں بھی داخل ہو جاؤ اور ان دونوں خاوند امام الطیبین ہیں۔ اور ان کی بیویاں امانۃ الخبیثین۔ لیکن میاں اور بیوی ایک ہی گھر میں رہتے رہے۔ آگے چل کر طیبین کی بستی میں کوئی خبیث نہ ہو گا۔ اور خبیثین کی بستی میں کوئی طیب نہ ہو گا۔ اس قاعدہ کلیہ کی ایک استثنیٰ ہے۔ بعض انسانوں کو جہنم کے اندر نور توحید ہو گا دوزخ میں علاج کے لئے کچھ عرصہ رکھا جائیگا وہ گناہوں کی سزا بھگت کر نور توحید کی برکت سے دوزخ سے نکل آئیں گے اور جنت میں داخل کر دئے جائیں گے۔ جس طرح مریض ہسپتال میں رکھا جاتا ہے۔ ہسپتال کے دوزخ میں بھی مختلف وارڈ ہوں گے۔ وہاں ان کی کھالیں جل جائیں گی اور وہاں سے نکلنے کے بعد ہر الجحیم میں ڈالے جائیں گے اور وہاں سے نکال کر بہشت میں پہنچا دئے جائیں گے بعض چیزیں بظاہر طیب اور بعض باطن میں بھی طیب ہوتی ہیں۔ اسی طرح بعض بظاہر خبیث اور بعض بظاہر طیب اور باطن میں خبیث ہوتی ہیں۔ جیسے بکری اور لیل بظاہر طیب اور سور اور کتا بظاہر خبیث ہیں۔ اس کے لئے ہر مسلمان مکلف ہے۔ کہ بظاہر طیب چیزوں کو استعمال کرے اور بظاہر خبیث چیزوں سے بچے۔ بکری اور لیلے کا گوشت کھائے۔ اور سور اور کتے کا گوشت نہ کھائے۔ باطن میں طیب اور خبیث کی تمیز فقط اللہ والوں کو ہوتی ہے۔ اگر کسی طالب صادق کو شیخ کامل مل جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل شال حال ہو جائے۔ تو یہ تمیز پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ کہ کتنے عرصہ کے بعد یہ تمیز پیدا ہوگی۔ بکری چوری کی ہو۔ اور آپ قصاب سے پیسے دے کر اس کا گوشت لائیے۔ جن اللہ والوں کو یہ تمیز عطا شدہ ہے۔ وہ بتلا دیں گے۔ کہ یہ گوشت حرام ہے۔ باطن کی آنکھوں سے اس حرمت کا پتہ چلتا ہے۔ اس کو حرمت بغیر کہتے ہیں۔ بکری اصل میں حلال تھی۔ لیکن چوری نے اس کو حرام بنا دیا۔ کوئی بھی کلمہ گو مسلمان کا اس کا مکلف نہیں۔ لیکن اس کا اثر تو ضرور ہو گا۔ اگر کوئی شخص سکھیا کو کوہن سمجھ کر کھائے۔ تو اسے شک وہ خود کشی کا مجرم تو نہ ہو گا۔ لیکن سکھیا اپنا اثر تو دکھائے گا۔ جن کو اللہ تعالیٰ باطن کی دید دیتا ہے۔ وہ باطن میں حرام اور مشتبہ چیزوں سے بھی بچتے ہیں۔ ان کو ان سے بو آتی ہے۔ کابل میں کسی ماہ میں ایک مزدور رہتا تھا۔ لوگ ان کے ہاں پھلوں کے ٹوکے لے کر جاتے۔ یہ پھل بظاہر طیب لیکن حقیقت میں خبیث تھے۔ اس لئے وہ فرماتے۔ بہرید پیش سکا

ٹھٹھرتا ہو گا۔ اسی طرح مال میں بھی اثر ہے۔ اگر مال طیب ہو گا۔ تو اس کا اثر بھی طیب ہو گا۔ حاجی مولابخش صاحب ایک یونٹ بننے تک حکومت سندھ میں وزیر تھے۔ وہ اللہ اللہ کرتے ہیں۔ وہ اس سے پہلے بھی وزیر رہ چکے ہیں۔ ان کا بیان ہے۔ کہ ایک نواب صاحب نے اپنا ایک نمایندہ میرے پاس بھیجا۔ اور اس نے مجھ سے آکر کہا۔ کہ آپ نواب صاحب کا کام کیوں نہ وہ آپ کی خدمت کر دیں گے۔ میں نے اس سے کہا کہ میں نواب صاحب کا کام کر دوں گا۔ لیکن لونگا کچھ نہیں۔ اس سے اس کی تسلی نہ ہوئی۔ اس نے پھر وہی کہا میں نے پھر وہی جواب دیا۔ تیسری دفعہ جیسے نے کہا تو میں نے اس سے کہا کہ میں اپنی بیوی لڑنا نہیں کروانا چاہتا۔ جو لوگ رشوت لیتے ہیں۔ ان کی بیویاں لڑنا کراتی ہیں۔ دیکھئے کہ مال خبیث اللہ کو اعمال خبیثہ کی طرف لے جاتا ہے۔ ان کا ایک اور واقعہ ہے کہ ایک دفعہ ان کی بیوی لاہور آئی تو انارکلی میں اس کا بچہ کھس گیا۔ بٹوے میں کچھ سونا اور نوٹ تھے۔ اس نے جیسے واپس جا کر واقعہ سنایا۔ تو ان کے لڑکے کہنے لگے۔ کہ ابا جی! آپ تو کہا کرتے ہیں۔ کہ میری آمدنی حلال کی ہے۔ اس لئے کبھی ضائع نہیں جاسکتی۔ یہ ہوا کیسے ضائع ہو گیا۔ حاجی مولابخش صاحب کا بیان ہے کہ میں خاموش ہو رہا۔ خدا کی قدرت دیکھئے۔ کہ چند دنوں کے بعد مولابخش شکار پور کے پتہ پر ایک کارڈ آیا پوٹین وہ کارڈ ان کو دے گیا۔ اس میں لکھا ہوا تھا۔ کہ ایک بٹو اٹا ہے۔ وہ اگر آپ کا ہے۔ تو انبیاء کی فہرست بتلا کرے سکتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ان کو فہرست بھیجی تو سب کچھ جو بٹوے میں شامل گیا۔ اتفاقاً اس میں ان کے نام کا چھپا ہوا کارڈ تھا۔ جس پر صرف اس کا نام اور شکار پور لکھا ہوا تھا۔ بٹوہ ایک ہندو وکیل کی لڑکی کو ملا۔ اس نے اپنے باپ کو دیدیا۔ اگر وہ چاہتے۔ تو ہضم کر سکتے تھے۔ میں آپ سے ہمیشہ عرض کیا کرتا ہوں کہ میرا ایمان ہے۔ کہ گورنمنٹ کے ہر جگہ میں اللہ کے نیک بندے موجود ہیں۔ مگر طوطی کی نقار خانہ میں کون سنا ہے۔ ان کی تعداد بمشکل سو میں سے پانچ ہوگی۔ خبیث اللہ تعالیٰ کے دروازہ سے مردود ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنت نہیں بنائی۔ وہ تو اس نے اپنے پاکیزہ بندوں کے لئے مہمان خانہ بنایا ہے ایک ہی گھر میں بعض انسان طیب اور بعض خبیث ہوتے ہیں۔ اس دنیا میں خبیثوں اور طیبوں کی مخلوط آبادی ہے۔ آگے چل کر تفریق کر دی جائے گی۔ سورہ التحریم رکوع ۷۷ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

عَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِیْنَ کَفَرُوا اَمْصَرَاتٌ لِّوَجْہِ وَاَمْصَرَاتٌ لِّوَجْہِ کَا تَنَاصَحَتْ عَبْدُ بَنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحِیْنَ فَخَانَتْہَا فَاَلَمَّا یَفْقِیَا عَنْہُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیْئًا وَقِیْلَ اَدْخُلَا مَعَ الدّٰخِلِیْنَ رَتَرَجَمَ اللّٰہُ کَافِرِیْنَ کے لئے نور اور لوط کی بیویوں کی مثال بیان فرماتے ہیں۔ یہ دونوں ہمارے نیک بندوں میں سے

سفر حجاز میں حضرت مولانا دینی دہلوی کی ایک تقریر

(ذیل میں حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد دہلوی کی وہ تقریر درج کی جاتی ہے۔ جو حضرت مجدد نے سفر حجاز پر تشریف لے جاتے ہوئے محسنی حجاز میں مسافران حجاز کے سامنے فرمائی)

الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَصَلَاةٌ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِي بَعَثَ مُحَمَّدًا
آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں بفضل اس
وجہ سے سمجھتا تھا کہ بڑے بڑے حضرات موجود ہیں اور ان کی
تائید اور ہوتی رہی ہیں۔ میں نہ اعلیٰ درجہ کی تقریر کر سکتا ہوں۔
اور نہ اس میدان کا ماہر ہوں اور میں اب کمزور بھی ہو گیا
ہوں، مگر مجھ کو بار بار حکم دیا گیا اس لئے کچھ روشنی جلاؤں
جس کے متعلق ڈر لگتا چاہتا ہوں۔

میرے بزرگوں کا تمام عالم میں شرف ہی جانتا ہے
کہ آزاد رہے۔ دوسرے کتابدار کو اپنے کسی کی تابعداری نہ
ہوتی ہے جبکہ تابعداری پر مجبور ہی ہو تابعداری کے تین اسباب ہیں۔
(۱) ایک یہ کہ نفع کی امید ہو، یا دقت ہو، اور بالکل
کی تابعداری اسی وجہ سے کی جاتی ہے، کہ وہ
نفع پہنچائیں گے اور حاجت رفع کریں گے
(۲) دوسرا سبب نقصان کا اندیشہ ہے۔ یعنی کسی شخص
سے نقصان پہنچنے کا ڈر ہو کہ ماسے کا پیٹکا
اگر اس کی تابعداری نہ کی تو اس سے نقصان
پہنچے گا۔

(۳) تیسرا سبب تابعداری کا محبت ہے۔ کسی سے
محبت ہو تو اس کی محبت کی وجہ سے اس کی
تابعداری کی جاتی ہے، محبوب اگرچہ کمزور ہو،
اس سے نفع کی امید ہو نہ نقصان کا اندیشہ۔ دیکھو
ماں باپ اولاد کی تابعداری کرتے ہیں، سچے جو
مطالعہ کرتے ہیں، ماں باپ اس کی پور کر کے میر
صرف محبت کی وجہ سے ماں باپ بچے کی تابعداری
کرتے ہیں، اس کی ہر بات کو مانتے ہیں، اور اس
کی پرورش کرتے ہیں۔ حالانکہ ان کو بچہ سے نفع
کی کوئی امید نہیں۔ نقصان کا اندیشہ ہے محبت
کا اتفاق ہے کہ انسان محبوب کی تابعداری کرے
شاعر کہتا ہے:-

”ان المہجیب لمن یحب یطیبعہ“

تم اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو، اور اس کے حکم کے خلاف
کرتے ہو یہ محبت کے قانون کے خلاف ہے۔ ناشی کی نشان دہی ہے
بیداری ہوا لاشہ سیکندہ سسہ

وینحشہ فی کل الاموس ویخضم

حاصل کام یہ ہے کہ تابعداری کے ہی تین اسباب ایک کو
دوسرے کی تابعداری پر مجبور کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ میں یہ
تینوں اسباب بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے
اس قدر نفع کی امید ہے کہ دنیا میں کسی سے نہیں اللہ تعالیٰ
سب کا مرنے، سب کا نکلنا، سب کا پیدا کرنے والا۔

اور سب کا پالنے والا ہے، کتابی بڑا ہوا شاہ ہو اس قدر
نفع نہیں پہنچا سکتا۔ وَلِلّٰهِ مَلِكُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
مَا لَكَ الْمَلِكُ تَوْفَى الْمَلِكُ مَنْ تَشَاءُ وَمَنْ تَشَاءُ
الْمَلِكُ مَعَنْ تَشَاءُ وَتَعْنِ مَنْ تَشَاءُ وَتَشَاءُ
مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ
قَدِيرٌ

جسے چاہتا ہے شہنشاہ بنا دیتا ہے جسے چاہتا ہے غریب
رکھتا ہے سب کچھ اسی کا پیدا کیا ہوا ہے، تمہارے
پاس عجب نعمتیں ہیں سب اسی کی ہیں۔ وَمَا بَكُم مِّنْ
نَّعْتِمْ مِّنَ اللّٰهِ۔ اس کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو شمار نہیں
کر سکتے، اس کی نعمتیں جو تم کو مل رہی ہیں ان گنت اور شمار
ہیں۔ تم جو مانگتے ہو وہ تم کو دیتا ہے۔ وَمَا تَكْتُمُ مِنْ شَيْءٍ
مَّا سَاءَ لَكُمْ مَخْرُجًا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ سے نفع کی امید جتنی
تمام مخلوق کو ہے، اور ہو سکتی ہے اتنی اور کسی سے
نہیں ہم دنیاوی زندگی اور دنیوی زندگی میں اللہ کی
کے محتاج ہیں۔ وہ ہر چیز کو محیط ہے۔ مطلع ہے، کوئی
اس کے معاملہ سے غافل نہیں، اسی طرح نقصان کا اندیشہ
جتنا اس سے ہے اور کسی سے نہیں۔ جا بجا ارشاد فرمایا
گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا جتنے تمہارے معبود ہیں
اُن سب کے اندر نہ مالکیت نفع کی ہے نہ معرفت کی
اَفَتَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللّٰهِ وَمَا لَیْفَعَلُكُمْ شَيْئًا وَلَا يَضُرَّكُمْ
خدا کے سوا کسی سے کسی نقصان کا اندیشہ نہیں اگر اللہ کسی کو
نفع پہنچانا چاہے اور تمام مخلوق کو اس کو نقصان پہنچانا چاہے
نقصان نہیں پہنچ سکتا اور اگر خدا کسی کو نقصان پہنچانا چاہے اور
سارا جہان کو بھی اس کو نفع پہنچانا چاہے تو نفع نہیں پہنچ سکتا حقیقتہً
نفع کی امید اور نقصان کا اندیشہ اسی سے ہے جسے چاہے فائدہ ہو
جسے ہائضہ بنائے جس کو چاہے مرنے دے۔ مالک المکاسب
جسے چاہے ہر طرح کی نعمتوں سے مالا مال کر دے جسے
چاہے مصیبت میں ڈال دے جسے چاہے مصیبتوں سے
نجات دے جسے ہر چیز کا جائزہ والا۔ ہر ایک کو پالنے
والا وہی خداوند کریم ہے۔ صفت مالکیت کی وجہ سے
جہات اور ملائکہ پر بھی اس کی تابعداری ضروری ہے
اس کی صفت مالکیت کا تقاضا ہے کہ اس کی ہمیشہ تابعداری
کی جائے۔ کیوں کہ اس کو اگر راضی کیا جائے گا تو ہر قسم
کی نعمتیں پہنچیں گی۔ اور اگر اس کو ناراض کیا جائے گا
تو ہر ایک نقصان کا اندیشہ ہے۔ تیسری وجہ تابعداری
کی محبت ہے محبت کے چار سبب ہوتے ہیں۔
کھانا، جہاں، اسان، قرب۔ کسی میں کوئی کمال
ہوتا ہے تو اس سے اس کمال کی وجہ سے محبت کم

جاتی ہے۔ ج۔

”کسی کمال کو کمزور جہاں نشو
اللہ تعالیٰ ہر ایک چیز میں جس قدر کمال رکھتا ہے دوسرا
کوئی نہیں رکھ سکتا۔

(۲) دوسرا سبب جمال ہے جس و جمال بھی محبت
کا سبب ہوتا ہے۔ شہسج، چاند، ستارے، فرشتے
اور انسانوں میں مرد اور عورت میں جو بھی حسن اور جمال
پایا جاتا ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے نظر ہر
ہے کہ دینے والا وہی چیز دے سکتا ہے جو خود اس
پاس موجود ہو جبکہ ہر ایک شے میں جو کچھ بھی حسن جمال
ہے۔ وہ سب خدا ہی کا دیا ہوا ہے۔ تو خود خدا کے اندر
حسن و جمال کا ہونا بلکہ سب سے زیادہ اور سب سے
اکمل و اعلیٰ درجہ کا ہونا اس سے معلوم ہوتا ہے (۱) اللہ
جلیل و عظیم الجمال کسی میں کوئی جمال ہے تو
اس کا مبداء ذات باری تعالیٰ ہے۔ جو رات رات
کے چاند میں جو جمال ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہے جو ان
جہات فرشتے، انسان مرد اور عورتوں میں جو جمال ہے وہ
سب اسی کا ہے جس مخلوق میں خود اس کا بھی حسن و جمال ہے
فرشتہ ہوتے ہیں پھر مرد و عورتوں کے جمال کے سبب کہ
گل سے وہ خدا جسے لب کو حسن جمال کا عطا فرمایا ہے خود اس میں
جتنا حسن و جمال ہے۔ کسی چیز میں نہیں۔

(۳) تیسرا سبب محبت کا احسان ہے الا انسان
عبدا لاحسان۔ کیا اللہ تعالیٰ کے احسان کے برابر
کسی کا احسان ہو سکتا ہے۔

کیا اللہ تعالیٰ محبت کوئی ہو سکتا ہے، ماں باپ کو دیکھتے
کہ ان کا احسان اپنی اولاد پر جتنا ہوتا ہے کسی کا نہیں ہو سکتا
کیوں کہ وہ اللہ کی صفت خالقیت کے مظہر ہیں۔ اللہ
تعالیٰ کا احسان ہر انسان بلکہ ہر مخلوق پر جس قدر ہے
کسی کا بھی نہیں، ہم کو ہمارے ماں باپ کو وجود سے
نورازا، دیکھتے، پہنے پھرنے کی طاقت سب اس سے
دی۔ خدا کا احسان ہر مخلوق پر جب سب سے زیادہ
ہے تو چاہئے کہ اس سے محبت بھی سب سے زیادہ اور اعلیٰ
درجہ کی ہو، اس جیسی محبت کسی دوسرے سے نہ ہو انسان
پر اللہ تعالیٰ کا احسان کتنا بڑا ہے کہ اس کو پیدا کرنے
سے پہلے زمین و آسمان اور اس کی راحت کے تمام کام
وسااں پیدا کر دے۔ خلق ہر ایک مافی الارض
جہاں انما استوی الی السماء فسوا هود سميع معلوم
یعنی انسان کو پیدا کرنے سے پہلے ہی اس پر
احسانات کی بارش فرمائی، پیدا کرنے کے بعد اس سے
احسانات کئے کہ ان کا احاطہ اور شمار ممکن نہیں بلکہ ان
کم من کل ما کتوہ وان لعلوا نعمتنا العظما

لا تخصوها۔ تمام چیزوں کو تمہارے لئے پیدا کیا۔
 خَلَقَكُمْ فِي الْأَرْحَامِ جَمِيعًا۔ اور ہر صورت پیدا ہی نہیں کیا۔
 بلکہ سب چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کر دیا۔
 أَنْتُمْ تَكُونُونَ لِلدِّينِ مَا فِي الشَّمَلَاتِ وَمَا
 فِي الْأَرْحَامِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ مِنْ مَخَاطِرَ الْبَاطِنِ
 یہ سب کے سب تمہاری اطاعت کرتے ہیں تمہاری خدشات
 میں گئے ہوئے ہیں۔ بیگیا رہیں۔ کوئی تم سے اپنی خدشات
 کی مرزدوری طلب نہیں کرتا۔ بغیر اجرت کے شہد روزه
 تمہاری خدشات میں ہر ایک مخلوق کی ہوتی ہے۔ چاہے آسمان میں ہو
 یا زمین میں یہاں تک کہ فرشتے تمہاری خدشات کرتے ہیں۔ فرشتوں میں اعلیٰ درجے
 کے فرشتے عاقلین عرض بھی تھے۔ لئے مخرمیں اور شہد روزه کا کوئی کتہہ نہیں
 الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ لِيَبْجُوهَ
 بِحُجَّتِ رَبِّكُمْ وَلِيُنذِرَ الَّذِينَ آمَنُوا وَتَبَيَّنَا
 وَتُسَبِّحَ كَلَّ شَيْءٍ رَحْمَتًا وَعِلْمًا فَاعْبُدْ
 لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَ وَقِهِمْ ذُنُوبَ
 الْحَجِيمِ رَبَّنَا وَادْخُلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنِ الَّتِي
 وَعَدْتَهُمْ وَمِنْ حِلْمِكَ مِنَ الْبَاطِنِ هُمُ الَّذِينَ هُمْ
 دَنُّوا بِأَنفُسِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وَقِهِمُ
 السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ الْعَصِيَّاتِ لِيُؤْمِنُوا فَتُغْفَرَ
 رَحْمَتُكَ ذُنُوبَهُمْ هُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ط
 یہ فرشتے تمہارے لئے تمہاری اولاد کے لیے تمہاری
 بیویوں کے لیے دعا میں کرتے ہیں، اسی طرح سے
 اللہ تعالیٰ نے عام فرشتوں کو تمہارے لئے مسخر کر
 تا بعد بنا دیا۔ وہ تمہاری خدشات کرتے ہیں تمہاری
 حفاظت کرتے ہیں۔ بادلوں کو چلانا، پہاڑوں کی حفاظت
 کرنا، دریاؤں کو چلانا یہ سب کام ان کے ذمے ہیں اور
 یہ ساری خدشات مفت بلا معاوضہ کرتے ہیں۔ تم سے
 اس پر تنخواہ یا اجرت اور مرزدوری نہیں طلب کرتے۔
 اللہ تعالیٰ کا احسان انسان پر بالخصوص مسلمانوں پر جس
 قدر ہے اتنا کسی پر نہیں۔ اس لئے اگر احسان کی وجہ سے
 محبت کی جائے تو اللہ تعالیٰ سے کی جانی چاہئے۔
 اور اس جیسی محبت کسی سے نہ ہونی چاہئے۔
 (۴) چوتھا سبب قرب۔ قرابت داری کی وجہ سے
 بھی محبت کی جاتی ہے۔ بیٹا قریب ہے باپ کا
 یکہ جزو ہے بھائی جزو ہے باپ کا۔ ماں باپ اولاد
 وغیرہ کی محبت قرابت ہی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اب
 دیکھو کہ خدا تمہارے کس قدر قریب ہے۔ تم خود بھی
 اپنی ذات سے اس قدر قریب نہیں ہو۔
 لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسُّوْنَ بِهِ نَفْسِهِ
 وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ وَهُوَ
 مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ (قرآن حکیم)
 اگر قرابت داری کا باعث محبت ہے تو اللہ تعالیٰ سب
 سے زیادہ قریب ہے، مختلف آیتیں اس پر شاہد ہیں
 کہ انسان کو خود اپنے سے اور کسی انسان سے اتنا قریب
 نہیں جتنا اللہ تعالیٰ سے ہے وہ تمہاری روح سے
 متصل ہے۔ وَفِي الْغُصَّةِ كُنْتُمْ أَخْوَانًا
 نَبِّئْهُمْ يَوْمَ

میرے بھائیو! محبت کے یہ چاروں سبب اللہ تعالیٰ
 میں بدرجہ اتم و اکمل موجود ہیں، تو چاہئے کہ اللہ
 کی محبت بھی ہر چیز سے زیادہ ہو۔ خدا سے
 پاک کی دو صفتیں ہیں، جلال اور جمال، مالک قہق
 و نقصان ہونا صفت جلال کے ماتحت ہے، اور
 محبوب ہونا جمال کی وجہ سے ہے، جو عبادات
 محبت کی وجہ سے ہوتی ہیں۔ ان کا طریقہ الگ ہے
 اور جو مالکیت کی وجہ سے ہوتی ہیں ان کا طریقہ الگ
 مالکیت میں آداب و سنن کا لحاظ ضروری ہے۔ عقل
 سے سوچ بچار کر کے ہر کام کو کیا جائے۔ دو عبادتیں
 نماز اور زکوٰۃ صفت مالکیت کے ماتحت مقرر فرمائیں۔
 نماز میں محبت اولیٰ احسان۔ ہر چیز میں آداب
 کی ضرورت ہے اس میں ذرا سی بھی بے ادبی ہوگی تو
 عتاب ہوگا۔ اسی طرح محبوبیت کا تقاضا ہے، کہ
 محبوب و محبت کے طریقہ پر عمل کیا جائے۔
 موسیٰ آداب و دانائے دیگر اند
 سونترہ جال و دانائے دیگر اند
 محبت کا تقاضا یہ ہے کہ بے خودی پیدا ہو جائے اس
 راہ میں جتنی بے خودی ہوگی اتنا ہی کمال ہوگا۔
 عشق چوں عام است باشد نسبت ناموس و فک
 پنختہ مغزان جنوں را کے جیسا پنچہ با است
 محبت کا تقاضا یہ ہے کہ اپنی عقل، نزاکت، آراء و
 اور ہوش سے نکل جائے، عشق جب پورا ہوگا
 کہ اپنے آپ کو پروانے کی طرح محبوب پر نشانہ
 کر دے۔
 اے مرغ سحر عشق ز پروانہ می آموز
 کمال سونمتہ جاں شد و آواز نیاید
 عشق میں جس قدر بے خودی پائی جائے اسی قدر
 محمود ہے۔
 «عاشقان را از بہت عفت جدا است»
 جب بیت بھی تب لاج کہاں سنار ہنہ تو کیا ہے
 دگر در پرے تو کیا چنتا اور شکوہ ہے تو کیا ہے
 انسان جو کہ انشرف الخیالات ہے اس کے اندر ایسا
 عشق ہونا چاہئے جو نہ عقل میں ہو نہ پروانے میں نہ
 اور کسی کو ایسا عشق نصیب ہو۔
 میرے بزرگو! روزه اور حج یہ دو عبادتیں
 صفت محبوبیت کی بنا پر مقرر کی گئیں اور نماز و زکوٰۃ
 صفت مالکیت کی بنا پر اب دیکھو اگر کوئی شخص کسی سے
 محبت کرتا ہے پھر دوسروں سے بھی محبت رکھتا ہے تو اسے
 چھوڑا کہتے ہیں۔ محبوب کے علاوہ سب کو چھوڑ دینا محبت کا
 تقاضا ہے۔ خلیفہ کلان برحق یقیناً سب سے خلیفہ
 عَلَمًا صَالِحًا تَرَاهُ لَا يُشِيرُكَ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا ط
 اللہ تعالیٰ کا جمال گوارا نہیں کرتا کہ دوسرے سے
 بھی محبت کی جائے پہلی منزل محبت کی ہے کہ محبوب
 کے سوا سب سے منہ پھیر دے، روزه میں کھانا پینا اور
 بیوی سے ہمبستری کو چھوڑ دیتے ہیں، یہ عام لوگوں کے
 لئے ہے مگر خواص کا روزه یہ ہے کہ تمام گناہوں کو چھوڑ

دینی اور اخلاقی خواص کا روزه یہ ہے کہ ذات مقدسہ کے
 سوا سب کو چھوڑ دے، غیر اللہ کو سناہنے بھی نہ لائیں، یہ
 عشق کی پہلی منزل ہے، رمضان گزارا۔ شوال سے عشق
 کی دوسری منزل شروع ہوتی، دوسری منزل یہ ہے کہ
 محبوب کے وار و دیار کی طرف توجہ کی جائے، جہاں
 اس کا کوچہ ہے یہاں اس نے دیکھا
 کو تازا ہے وہاں جایا جائے، اس کے در و دیوار کے
 پاس پہنچا جائے اور جمال محبوب کو حاصل کرنے کی
 کوشش کی جائے۔ اس کے گھر کے اندر گھر دیکھنا و وار
 پھر ابلے۔ اس کے در و دیوار سے چمٹ کر اس کے
 سنگ در کو پوسہ دیا جائے۔

امی علی الدیاس دیاسرا لیلی!
 اقبل ذالجد اسرا و الجدا لیل
 و صاحب الدیاس شغف شغف
 و لکن حب من منزل الدیاس
 مجنوں کہتا ہے کہ میں دیار حبیب میں جب پہنچا ہوں تو اس
 کے در و دیوار کو پوسہ دیتا ہوں اور مجھ کو ان در و دیوار
 نے مجنوں نہیں بنایا، بلکہ گھروالے نے من منزل الدیاس
 نے مجنوں بنایا ہے۔
 جس قدر دیار محبوب سے قریب تو ہوتے جاؤ اتنی
 شوق بھری جاتی ہے۔

وعدہ وصل چوں شود نزدیک
 آتش عشق تیسرے تر کرد
 عاشق کو کہاں زیبا ہے کہ عشق ہوا اور گوں سے
 لڑے جھکے اس پر شہوت کا فلبہ ہو اور عشق کی
 نافرمانی صورت ہو، فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ فتنہ
 ولا ضوق ولا جدال فی الحج۔ عاشق ہمیشہ
 سرنگوں رہتا ہے عشق کا تقاضا ہے کہ کسی امر میں کسی
 سے لڑائی جھگڑا نہ ہو۔ اگر سچا عشق اور سچی محبت
 لے کر نکلتے تو ہر چیز سے بالاتر ہو کر محبوب سے لپٹ
 جاؤ۔

میرے بھائیو! اللہ پاک کے گھر کی طرف جاتے ہو
 ہو اس راہ میں بہت سی مشکلات پیش آئیں گی۔ ہمیشہ
 لڑائی جھگڑے سے بچتے رہو، مادہ ہمیشہ باور رکھو کہ
 خدا نے پاک مجھ کو دیکھ رہا ہے۔ وہ تمہارے ہر حال کو
 دیکھتا ہے۔ اسی کا نام بیٹہ ہونے دیکھ، لکھنا کہ اقبال
 لیتیک لا شریک لک لیتیک ان الحمد والصلوٰۃ
 لک و الملک لا شریک لک کہتے ہوئے چلو، یہ تمہارے
 بلند کرتے ہوئے، اللہ پاک کا احترام ملحوظ رکھتے ہوئے
 تواضع و سکون کے ساتھ چلو۔ جس قدر ممکن ہو صبح و شام
 دو بار پڑھتے ہوئے اترتے ہوئے، ہر حال میں لب لباب
 اللہ ہم لبیب الخ پڑھتے رہو لا شریک لک بار
 بار کہنا جاتا ہے (سورۃ تیسرے ہمارا کوئی محبوب
 نہیں)

سے ہوتے کپڑے اتار دو۔ خوشبو بھی ترک کر
 دو۔ دو کپڑے بغیر سٹے ہوئے پہن لو، سر کو نکال رکھو۔
 جو تیرے گھر کے اوپر کی بڑی بھری ہوئی چھینے نہ پڑے۔

سفر نامہ یورپ

(۲۰)

پیرس (فرانس)

(از خان عبد الحمید خاں آف فیلڈ مارشل لاہور)

لندن میں پہنچ کر عارضی رہائش کی تلاش کے لیے دو دن کافی بدمزگی پیدا کر دی تھی لیکن لائی کشر کے ایکشنل ڈپٹی سٹریٹس میں بٹ کی وساطت سے یہ مرحلہ جلد ہی طے ہو گیا۔ منٹ مشور ہے کہ دو دو کا جملہ چھوٹی چھوٹی بھونک کر دینا ہے۔ ہم نے پیرس میں پہلے ہی جگہ کا انتظام کر لیا تاکہ وہاں پہنچ کر ہمارے ساتھ لندن جیسا سلوک نہ ہو لندن میں تو انگریزی سے کام لیا گیا تھا۔ لیکن پیرس میں زبان کا مرحلہ بھی تھا۔ جس کے نام سے تو ضرور پتہ چلتا تھا۔ لیکن ایک حرف بھی سمجھنا اور بھانا مشکل کیا ناممکن تھا۔ احتیاطاً ایک کتاب خرید لی گئی۔ جس میں انگریزی اور فرانسیسی زبان میں روزمرہ کی ضروریات کے فقرے آئے آئے سامنے درج ہوتے ہیں۔ اور بجائے زبان کے انگشت سے پائیں کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ یورپ میں عام مانا جاتا ہے۔ آپ انگریزی جانتے ہیں اور جس سے آپ نے کوئی چیز لینا ہو وہ فرانسیسی جانتا ہے تو آپ جو بات اسے کہنا چاہتے ہیں۔ اس مطلب کا انگریزی فقرہ کتاب سے تلاش کر کے اس کے باقاعدہ فرانسیسی ترجمہ پر انگلی رکھ دیں۔ وہ فقرہ آپ کا مطلب سمجھ جائے گا اور مناسب جواب آپ کو مل جائے گا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ پہلے انگشت سے پائیں کرنے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی بلکہ انگریزی زبان سے ہی یہاں کام چل گیا۔

۶ جولائی کو ہم شام کے قریب پیرس میں پہنچ گئے اور سید سے ہوٹل اسٹراٹینجے۔ جہاں ہمارے لئے کمرہ مخصوص تھا۔ سفر کی کوفت تو مٹی ہی نہیں۔ تاہم اجنبی شہر میں بغیر کسی گائیڈ کے گھنٹا قرین مصیبت تھا۔ اس لئے شہر کی سیر فاپروگرام دوسرے دن یہر ملوئی کرنا پڑا۔ تاہم صبح کے سفر کے لئے ضروری انتظامات مکمل کر لئے۔

شہر کی تاریخ

نفاست محضاتی اور خوبصورتی کے لحاظ سے ایشیا یورپ اور امریکہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ امریکن سیاح تو خاص طور پر پیرس کی سیر کے لئے ہر گز وہاں سے سفر طے کر کے یہاں آتے ہیں۔ اس کی زیادتی

تقریباً تیس لاکھ ہے اور ستائیس ہزار ایکڑ زمین پر اس کی عمارات، باغات اور سڑکیں پھیلی ہوئی ہیں دریائے سین اس کے درمیان میں سے بہتا ہے جس کو عبور کرنے کے لئے بے شمار پل بنے ہوئے ہیں۔ فرانسیسی لوگ زمانہ وسطی قدیم شاہی عہد سے آزاد چلے آئے ہیں تو فی چار دہم کے زمانہ میں فرانس یورپ کا سب سے طاقتور ملک تھا۔ اور شاہی دربار میں اطراف و جوانب کے شاہزادے شہزادیاں امرلا اور ان کی نیکیات و آب شاہی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آتے۔ جینوں نہیں برسوں پیرس میں قیام کرتے اور جب واپس لوٹتے تو فخریہ بیان کرتے کہ انہوں نے اتنی مدت پیرس کے شاہی دربار میں گزاری ہے۔ اس زمانے کی یادگاریں اب بھی جوں کی توں محفوظ ہیں اور ہر ملک کے سیاحوں کی سیر و سیاحت کے لئے کھلی ہیں۔

اہل فرانس اور عرب

ایک ہے۔ جس کے باغیت افریقہ۔ اندوچاٹا اور امریکہ کے براعظم میں سچ علاقے ہیں۔ ہر دو جگہاں عظیم میں فرانس پر بہت مصائب نازل ہوئے اور جرمین بیماری کا نشانہ اس کا ہر بڑا شہر ہوا۔ لیکن فرانسیسیوں کی جو انفرادی اور جمعی کی داد دینا چاہیے کہ انہوں نے چند سالوں میں ان نقصانات کی تلافی کر لی اور اب ہاں جا کر ایسا مسلم ہوتا ہے کہ یہاں لڑائی بھی ہوئی ہی نہ تھی۔ فرانسیسی نہایت زوردار لوگ ہیں جو مصائب کا مردانگی سے مقابلہ کرتے رہے ہیں تاہم عربوں پر ان کے مظالم نے انہیں اسلامی دنیا میں نام کر دیا ہے۔ مراکش پر ان کا غاصبانہ قبضہ آج کل یونائٹڈ نیشن کی کھلی میں زیر بحث ہے اور عربوں کی جنگ آزادی نے فرانسیسی طاقت کو پریشان کر رکھا ہے۔ فرانس کی آپ جو امانیت خوشگوار ہے۔ خاص کر جنوبی فرانس کی

آب و ہوا

جو انگور کے باغات کے لئے بہت مشہور ہے یہاں شہر کے درخت بکثرت ہوتے ہیں اور ریٹم کے کٹیر پانے اور ریٹم حاصل کرنے کی صنعت عام ہے شمال مشرقی حصہ میں لوہا اور کوئلہ ملتا ہے اور یہاں لوہے اور فولاد کے بڑے بڑے کارخانے ہیں۔ جہاز سازی۔ انجن۔ مشینیں۔ بجلی کا سامان تیل اور صابن اور سامان آرائش کے کارخانے ہیں محل اور

ریشمی کپڑا جیسا یہاں بنتا ہے اس کی مثال اور جگہ نکل دوسرے دن نہیں ملے گی شہر کی سیر کو روانہ ہوئے پیرس کی عمارات اور شغاف ہیں۔ مکانات اور عمارات سے نفاست برتی ہے۔ لندن کے مقابلہ میں یہاں سکون زیادہ ہے اور ٹریفک میں بھی سہانی ہے۔ یہاں کی عمارات کو دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنائے والوں نے مزوئیت۔ خوبصورتی اور نزاکت کو کہیں بھی ہاتھ سے نہیں جانے دیا۔ بڑی بڑی عالیشان اور وسیع عمارات میں بھی یہی عجیب نظر آتی ہے۔ پیرانا شہر سے درمیان نہ لپنے کی یادگار کما جاتا ہے۔ دریائے سین کی دو شاخوں کے درمیان اور ان کے ارد گرد واقع ہے۔ یہی مرکز رفتہ رفتہ پھیل کر موجودہ پیرس میں تبدیل ہو گیا۔ اس دریا کی جہیز میں نورڈیم کا گرجا۔ صدر پولیس کا دفتر اور سینٹ لوئس کا محل پینٹن واقع ہیں۔ اس حصہ میں داخل ہونے کے لئے پوانٹ ٹوف کے پل سے گزرے۔ یہ پل کا بہت ہی پرانا پل ہے۔ پینٹن جسٹس پرانی وضع کا محل ہے جو گوتھک فن تعمیر کا عمدہ نمونہ ہے۔ اس محل میں کین سگری کا قید خانہ ہے۔ جہاں انقلاب فرانس کے کئی اہم واقعات رونما ہوئے اس حصہ میں عمارات زیادہ تر سوطوبی اور سترھویں صدی کی ہیں۔

نارٹرڈیم کا گرجا

یہ گرجا ۱۱۳۳ء میں بنایا گیا اور تقریباً ایک سو سال میں پانچ گیسٹوں کا پتہ چلا۔ یہ رومن اور گوتھک فن کے خوبصورت امتزاج کا شاہکار ہے۔ ابھی اس گرجا کی عمارت زبر تعمیر تھی کہ سینٹ لوئس نے سینٹ چپل کا گرجا بنایا جو پتھر اور شیشے کی تناسل ہی خوبصورت اور دلہن سب عمارت ہے اس میں وہ کائنات کا تاج محفوظ ہے جو کما جاتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر چڑھانے کے لیے پہنایا گیا تھا۔ عیسائیوں کے عقیدے کے مطابق حضرت عیسیٰ صلیب پر اپنی امت کی نجات کے لئے مصلوب ہوئے۔ لیکن اس بات کی تردید قرآن حکیم نے کر دی جبکہ یہ آیات نازل ہوئیں مَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ بَلْ قَتَلُوهُ لَمْ تَقْتُلُوهُ بَلْ كُنْتُمْ كَاذِبِينَ۔ لیکن نہ تو حضرت عیسیٰ قتل کئے گئے اور نہ ہی صلیب پر لٹکا گئے بلکہ انہیں شبہ ہوا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں اپنی طرف اٹھالیا۔ صلیب دیکھنے والے کا دل تو ان آیات کریمہ میں موجود ہے اور نجات دینے کی توفیق ایک دوسری جگہ کر دی۔ جبکہ میدان محشر میں ارمیا کے کرامت جمع ہوں گے اور اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ سے پوچھیں گے تو وہ جواب میں فرمائیں گے کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ جب تک میں ان میں رہا ان کو تیری پرستش اور توحید کی تلقین کرتا رہا۔ اور جب تو نے مجھے اٹھالیا تو ان کا نگہان تھا میں نے ان سے کبھی نہیں کہا کہ تم میری اور میری ماں کی پرستش کرنا۔ نارٹرڈیم کی عمارت پر فرانسیسی قوم نے فنی مہارت کی انتہا کر دی ہے۔ بلند بالا محرابیں تین منزل اور پچی

عمارت کو سمجھا دے یہی ہیں جو رات کو چاند کی روشنی میں آگرہ کے تاج محل کی طرح عظیمی عمارت معلوم ہوتی ہے۔ اس خوبصورت گرجا گھر میں فرانس کلاٹ پادری بادشاہوں اور غیر ملکی معززین سے ملاقات کرتا ہے۔ یہ گرجا فرانس کی تاریخ کا مرکز خیال کیا جاتا ہے یہاں سے ہو کر لاہور سے گزرے۔ یہ دریائے سین کے شمالی کنارے پر زمانہ وسطی میں شاہی محل تھا۔ اور اب اسے عجائب خانہ میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔ جن میں بہترین مصوروں کے شاہکار رکھے ہوئے ہیں اس عجائب خانہ کو دیکھ کر خیال آیا کہ کبھی یہ بادشاہوں کا مسکن تھا۔ جہاں کے رہنے والے کروڑوں ہسازوں پر حکومت کرتے تھے۔ ان محلوں میں کسی ادنیٰ درجہ کے انسان کا گھر ناممکن تھا۔ آج نیزنگی فنڈ بر دیکھئے کہ وہ جگہ ہر خاص عام کے لئے کھلی ہے اور اب بادشاہوں کی جگہ یہاں تصاویر نے لے لی ہے۔

زمین چمن گل کھلائی ہے کیا کیا،
بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

انقلاب فرانس

شرح ہو گئیں۔ یہ نیم دائرہ کی شکل کی عمارت ہے۔ جس کے مرکز میں خوبصورت تالاب بنا ہوا ہے۔ اس میں آٹھ محسے کھڑے ہیں جو آٹھ بڑے فریسی شہر کو ظاہر کر رہے ہیں۔ یہ عمارت گبریلی معمار نے اپنی نگرانی میں تعمیر کروائی اور انقلاب فرانس میں اس عمارت میں کئی ایک اہم واقعات رونما ہوئے۔ انقلاب فرانس کا ٹریبونل یہاں بیٹھا اور تمام احکام یہاں سے جاری ہوتے تھے آخری شاہ فرانس لوئی سیزدہم اس کی ملکداری اینٹیوٹی اور کئی ایک شاہی خاندان کے افراد اور بڑے بڑے عمائدین سلطنت کو یہاں پھانسی دی گئی یہاں بہر ڈنٹن اور روبن پیری کو بھی جنوں نے انقلاب فرانس میں بڑا اہم کردار ادا کیا تھا۔ تختہ دار پر لٹکایا گیا۔ انقلاب فرانس اٹھارہویں صدی کے آخر میں رونما ہوا اور اس نے نہ صرف فرانس بلکہ یورپ کی تمام ممالک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ جمہوریت کی ابتدا اور خفاہیت کا خاتمہ اسی انقلاب کے نتائج تھے۔

پیرج او ف میڈلین

اس مقام سے ہو کر پیرج او ف میڈلین میں پہنچے۔ یہ گرجا لوئی پانزدہم نے ۱۶۶۲ء میں شروع کیا۔ اسے دیکھ کر ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم یونان کے پرانے مہدی دوبارہ پہنچ گئے ہیں وہی نقشہ۔ وہی طرز تعمیر۔ پولین عظیم نے بھی اس کی تکمیل میں حصہ لیا۔ اور اسے اپنی فتوحات کی یادگار بنایا۔ میڈلین سے واپس ہو کر ٹیسیس سے گزرے یہاں بھی ایک شاندار محل نام عمارت ہے جو چھٹی پیلین کے نام سے مشہور ہے۔ یہ سنہ ۱۹۱۰ء میں مکمل ہوئی تھی۔ لیکن اب عجائب گھر میں تبدیل ہو چکی

ہے۔ جس میں مصوری معمار اور سنگتراشی کے شاہکار رکھے ہوئے ہیں۔
دریائے سین اب ہم سے جنوب کی طرف ہو گیا اور ہماری موٹر سیدھی آج ٹرائی ٹف یعنی یادگار فتح کی طرف روانہ ہوئی۔ یہ بلند بالا عمارت ایک محراب پر کھڑی ہے جو ۱۴۷ فٹ اونچی اور ۱۴۹ فٹ چوڑی ہے۔ پولین نے اسے اپنی فتوحات کی یادگار کے طور پر ۱۶۸۷ء میں شروع کیا اور لوئی فلیس نے مکمل کیا۔ اس کے سامنے اور پیچھے کی طرف محراب کے دائیں اور بائیں حصوں پر چار مختلف تصاویر ابھری ہوئی ہیں۔ یہ سنگتراشی کے بہترین نمونے گنے جاتے ہیں۔

آرچ ٹرائف

پہلی جنگ عظیم کے ایک نامعلوم فوجی کا تابوت رکھا ہے اور اس کے پاس محراب کے نیچے ہر وقت آگ کا شعلہ روشن رہتا ہے جو ان فوجیوں کی یاد میں روشن کیا گیا تھا۔ جو جنگ عظیم میں واد شجاعت دیتے ہوئے ہلاک ہوئے۔ اس آگ کے روشن شعلے کو دیکھ کر خیال آیا کہ ہمارے ماں اگر کسی قبر یا مزار سے آگ نکلتی تو ایسے شخص کی نسبت خیال کیا جاتا ہے کہ یہ جہنمی ہو گا۔ لیکن اس قوم کی عقل کو دیکھئے جو دنیا کی رہبری کا دعویٰ کرتی ہے کہ دنیا میں ہی اپنے سپاہیوں کو جہنم کی آگ کی شعلوں کی نذر کر کے فخر محسوس کرتے اور اس فعل کو اپنی عقیدت کا نشان قرار دیتے ہیں۔

یادگار فتح کے ارد گرد وہ ہے کا جنگلہ لگا ہے اور اس کے ارد گرد چھلی گھاس کی کھیریاں ہیں۔ یہاں سے مختلف اطراف کو گیارہ سڑکیں نکلتی ہیں۔ جن پر دور دورہ حد نگاہ تک عمارات دکھائی دیتی ہیں۔

چیلٹ کا محل

دریائے سین کی طرف لوٹے اور راستے میں چیلٹ کا محل بھی دیکھا۔ یہ سفید پتھر کی بہت بڑی عمارت ہے جو ۱۶۷۷ء کی نمائش کے لئے دوبارہ مرمت ہوئی۔ اس میں ایک عجیب اور نکل خانہ ہے۔ یورین۔ او۔ کی مجالس جو پیرس میں ہوتی ہیں وہ اسی عمارت میں منعقد کی جاتی ہیں۔

ایفل ٹاور

اس کے سامنے دریائے سین کے کنارے جنوبی کنارہ پر ایفل ٹاور ہے جو دنیا کا بلند ترین مینار ہے۔ یہ لوہے اور فولاد کا بنا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں ۱۲۰۰۰ ٹن ۲۵ لاکھ روٹوں سے جوڑے گئے تھے۔ اس کی بلندی ۹۸۴ فٹ ہے اور اس پر ۸ لاکھ سونے کے فرانک تہرج کئے گئے۔ عجیب ٹریفک نے اس کی تعمیر اور تکمیل کا بیڑا اٹھایا اور اس لئے اس کا نام بھی ایفل ٹاور رکھا گیا۔ یہ ۱۸۸۹ء کی نمائش منعقدہ پیرس کا سب سے زیادہ جاذب نظر عجوبہ تھا۔ اس کے نیچے حصہ کار قبضہ میں ۱۶ مربع فٹ ہے اور جول جول بلند ہوتا جاتا ہے۔ اس رقبہ میں کمی ہوتی جاتی ہے۔ چوٹی پر صرف ۳۰۰ مربع فٹ رہ جاتا ہے۔ جہاں چاروں طرف گیلری ہے

جس میں کھڑے ہو کر پیرس کی بلند بالا عمارات دریائے سین اور اس کے پل۔ گرجے۔ باغات سطح زمین پر بکھرے ہوئے گریڈوں کے گرد وے دکھائی دیتے ہیں۔ ایک ایفل ٹاور کے نیچے تھے میں عجیب اور بول میں مینار کے ساتھ جنوب مشرق کی طرف ایک بہت ہی وسیع میدان ہے۔ جہاں فوجیں پریڈ کرتی ہیں اور اس میدان کے دوسرے کنارے پر فوجی اکیڈمی کی عمارات ہیں جو ۱۸۷۰ء میں لوئی پانزدہم نے امراء کے لڑکوں کی فوجی تعلیم کے لئے قائم کی تھی اس کالج کے سامنے مارشل جفرے کا بہت بلند مجسمہ کھڑا ہے۔

پولین کا مقبرہ

دوسرے دن ہم یونا پارٹ سڑک سے دریائے سین پر پہنچے۔ اس سڑک کے ایک طرف میڈیکل کالج کی عمارات ہیں اس کے قریب ہی لاہور کے میڈیکل اسکول اور فرانس کے ایک اسکول کا سکول ہے۔ اس سکول میں فرانس کے اعلیٰ ترین مصوروں سنگتراشوں اور فوٹو گرافروں کے شاہکار مقابلہ کے لئے پیش ہوتے ہیں اور انعام حاصل کرنے والا فنکار اپنے فن کا استاد مانا جاتا ہے۔ اس سکول کے عجائب خانہ میں بہترین فنکاروں کے نمونے نمائش کے لئے رکھے ہوئے ہیں۔ دریائے سین کے پار فرانس کی انٹیٹیوٹ کی عمارات ہیں جس میں پانچ مختلف اکادمیوں کی تعلیم کا ہیں ہیں سڑک کے اوپر دریائے سین کے رخ کھڑیوں کی دکانیں ہیں جو پرانی کتابوں کا کاروبار کرتے ہیں۔

ان کو دیکھتے ہوئے ہم فرانس کی نیشنل اسمبلی کے دفاتر اور ہال تک پہنچے۔ یہ دراصل لوئی چہارم کی بیٹی کا محل تھا۔ جو ۱۷۷۷ء میں اس نے اپنے لئے بنوایا۔ یہاں ۱۹۴۲ء میں جرمنوں اور آزاد فرانسیسی سپاہیوں میں بہت خونریز جنگ ہوئی۔ کونسل ہال اور پولین کے مزار کے درمیان چیمبر کے صدر کا سرکاری محل ہے۔ اس سے پارے دفتر نظام ہے۔

پولین کے مقبرہ کی عمارت کے کئی حصے ہیں اس کے گرد ارد گرد مضبوط خندق ہے۔ وہاں سے گزر کر ایک لوہے کا دروازہ آتا ہے۔ جو ایک فرانچ صحن میں کھلتا ہے۔ اس میں بہت سی توپیں رکھی ہوئی ہیں جو مختلف جنگوں میں دشمنوں سے چھینی گئیں۔ اس میں پشیا کے بادشاہ فریڈرک کی توپیں خاص خاص موقعوں پر چلائی جاتی ہیں۔ اس کے آگے پیرج او ف سینٹ لوس میں کئی ایک نادرا اشیاء نمائش کے لئے رکھی ہوئی ہیں۔ اس میں مختلف جھنڈے جو پولین نے لڑائیوں میں دشمنوں کی شکست کے بعد چھینے۔ قابل دید ہیں اس کے علاوہ پولین کی مختلف یادگاریں محفوظ ہیں۔ پولین کے مقبرے کا گنبد ۳۴۵ فٹ بلند ہے۔ گرجے کا ایک حصہ ہے۔ اس شہری گنبد کے اندر سفید سنگ مرمر کے بارے بڑے بڑے بت ستونوں سے لگے کھڑے ہیں۔ اس کی بارہ عظیم فتوحات کی یادگار ہیں۔

ان بارہ جہوں کے درمیان مختلف رنگوں کے ۵۴ جھنڈے لہرا رہے ہیں اور گنبد کے عین وسط میں اس فاتح اعظم کی قبر ہے۔ جس کا پتلا جھکے ہوئے ہتھکڑیاں بنا ہوا ہے اور اوپر کا قنویذ فیلڈ کے سرخ پتھر کا۔ اس کے اندر چھ صندوقوں میں بندہ پوین کی نعش ہے۔ جو فرجی یونیفارم میں ملبوس ہے۔

اس شان و شکوہ کو دیکھ کر انسان اندازہ لگا سکتا ہے کہ یہ عظیم المرتبت ہستی جب زندہ تھی تو کس قدر عزت اور احترام کی مالک تھی۔ یہ یورپ کے تاجدار اس کے نام سے ہتھرتے تھے۔ اور جس طرف فرانسیسی فوجیں اس کے زیرِ کمان جاتیں۔ فتح و نصرت ان کے ہر کاب ہوئی۔ لیکن وہ وقت آیا کہ یہ شاہوں کا شاہ ایک قیدی کی حیثیت سے سینٹ پٹینا کے جزیروں میں اڑیاں رگڑتا ہوا چل رہا تھا۔ جہاں اس کی لاش پھراؤنسو ہانے والا کوئی نہ تھا۔

کسم برگ کا محل یہاں سے ہو کر پیرس سے گزرے۔ یہ بھی ایک پُرانا محل ہے۔ چھک کی عزت اب بھی قائم ہے۔ یہ ملکہ میری ڈی میڈی کے لئے ۱۶۶۷ء میں مکمل ہوا۔ یہ ملکہ اٹلی کے شہر فلورنس کی شہزادی تھی اور وہ شاہی محلات کی مصنوعی زندگی سے دلکشا گئی تھی۔ اس کے لئے یہ محل بنوایا گیا۔ جس میں باغات اور فوارے اٹلی کے محلوں کی طرح بنوائے گئے۔ اس کے پاس غیر ملکی سفارت خانے ہیں جن کے جھنڈے ہوا میں لہرتے ہوئے اپنے ملک کے فائدہ کو بلند کر رہے ہیں۔

پیرس ڈی بولون یہ سرسبز خطہ پیرس کے سینٹ جرمن سے دریائے سین کو عبور کرنے کے بعد ہماری موٹر دریا کے شمالی بند پر فرمے بھرتی جا رہی تھی۔ یہاں سے کنارہ کے چوک سے گزریے اور چیمپ ایلیس سے ہوتے ہوئے ہرک ٹرانسف ہورڈ فائش روڈ پر پہنچے۔ فائش روڈ کے اختتام پر بولون کا مرکز شروع ہو جاتا ہے۔ اس جگہ پورٹ میٹ کا چوک ہے۔ یہ سبزہ زار آج کل پیرس کے شہریوں کی پسندیدہ سیرگاہ ہے جو شہر کے شور و شغب سے تنگ آکر یہاں فرصت کے لمحات گزارتے ہیں۔

یہاں گھوڑ دوڑ کا وسیع میدان بھی ہے اور اس کے قریب ہی ایک عالی شان ہوٹل ہے۔ جس میں تفریح کے شائقین کی تواضع چلنے و غیر سے ہوتی ہے۔ کئی لوگ تو رات کا کھانا بھی یہیں کھاتے ہیں۔ ایس کورس کے ساتھ ہی وہ معرکہ الالہا پاک ہے۔ جہاں نیچے ٹوڑے، جوان مرد اور عورتیں جمع ہوتے ہیں۔ ہر عمر کے مردوں عورتوں اور بچوں کے لئے تفریح و کھیل کا سامان ہے۔ سینس - بیڈ منٹن - سی سا - میٹر بیاں - ہرڈل وغیرہ -

ایتوار کو تو یہاں ایک میلہ لگا ہوتا ہے اور سیر و تفریح کے شائقین اتنی تعداد میں جمع ہوتے ہیں کہ دیکھنے والا یہی خیال کرتا ہے کہ تمام دیرس خالی ہو چکا ہے۔ لندن کے ہاڈ پارک کا نقشہ سامنے آگیا۔ جب ہم اس پارک کی سیر کر رہے تھے اس کے ایک حصہ میں نہایت ہی خوبصورت باغیچہ ہے۔ جس میں صرف گلاب کے پودے لگے ہیں۔ یا مٹنی گھاس کی کھاریاں ہیں۔

یہ گلستان فاطمہ واقع جناح باغ کا چھوٹا سا ہوتا تھا۔ اس تختہ گلاب کے اختتام پر ایک نفیس قصر واقع ہے۔ جو گاڈ نے نہیں بنایا کہ صرف ۹۰ دن میں تیار ہوا تھا۔ میری انٹرنیٹی ملکہ فرانس اور کلونٹ آرٹوئیس میں شرط لگ گئی کہ ایسا قصر دو ماہ میں تیار ہونا ناممکن ہے۔ لیکن گاڈنٹ شرط جیت گیا۔ یہ قصر اب نمائش گاہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

مجسمہ آزادی مجسمہ آزادی کو جانے کے لئے سینٹ چپل کے قریب سے دریائے سین کی شمالی شاخ کو عبور کر کے ہم بیٹاپل کی سڑک پر گزرے۔ یہ سڑک جہاں ہوسٹل سڑک کو ملتی ہے۔ وہاں تھوڑے فاصلے پر ایک عربی عمارت نظر آتی ہے۔ یہ لوٹی چار دہم کے زمانے کی یادگار ہے۔ جسے اس نے جرمنی میں اپنی فتوحات کو زندہ جاوید رکھنے کے لئے تعمیر کیا تھا۔ اسے پورٹ سینٹ ڈینس کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ یہ علاقہ پیرس کی علامت ہے۔

پیرس کی غلہ منڈی ہے جہاں صبح کے وقت لاریاں اور بیل کے چھکے ہزاروں من اناج لاتے ہیں۔ غلہ منڈی کے پاس ہی فوارہ ہے جس کے چاروں طرف باغ ہے۔ فوارہ سے تھوڑے فاصلے پر ایک بہت بڑا عجائب گھر جس میں سائنس کے نوادرات اور کتابیں ہیں۔ یہ بھی بہت پرانی عمارت ہے۔ اور دوسرے ایک گرجا بھی دکھائی دیتا ہے۔ پورٹ سینٹ ڈینس کے دائیں جانب ایک اور آسج ہے جو لوٹی چار دہم نے فتوحات کی یادگار میں تعمیر کی تھی۔ اس کے دائیں طرف بہت بڑا چوک آتا ہے۔ جہاں مختلف اطراف سے سڑکیں آکر جمع ہوتی ہیں۔ اس چوک کے عین وسط میں آزادی کا مجسمہ نصب ہے جو ۱۸۷۰ء میں یہاں نصب کیا گیا اس کے چوڑے پر چاروں طرف انقلاب فرانس کے واقعات مرقوم ہیں۔

ورسلیز کے محلات اور باغات دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ کیونکہ تاریخ میں پڑھا تھا کہ جرمنوں نے اس محل کے ایک وسیع ہال میں جو شیشوں کا ہال مشہور تھا۔ ۱۹۱۷ء میں جرمن سلطنت کا اعلان کیا۔ جس کی حدود ایک طرف روس اور دوسری طرف فرانس کی سرحد تک پھیلی ہوئی

تھیں۔ جس میں سکسٹی - پرتیا - بویریا اور بے شمار چھوٹی چھوٹی ریاستیں ایک ہی نظام حکومت میں منسلک ہو کر ایک عظیم الشان جرمن ایمپائر کی صورت میں نمودار ہوئی تھیں۔ جب پہلی جنگ عظیم کا صلح نامہ ۱۹۱۹ء میں مرتب ہونے لگا۔ تو فرانسیسیوں نے اس صلح نامہ کی اس توہین کا بدلہ لینے کے لئے ورسلیز کے محلات اتحادیوں کے حوالے کئے اور اسی شیشے کے ہال میں جرمن قوم سے دولت اکیر جہ نامہ ورسلیز پر دستخط کرنے کے لئے کہا گیا۔ جس کے خلاف ملکہ نے ۱۹۳۵ء میں علم بغاوت بلند کیا۔ اور ۱۹۳۹ء میں دوسری جنگ عظیم کی ابتدا کا باعث ہوا۔ اسی قصر میں آسٹریا ہنگری کی سلطنت کا خاتمہ ہو کر چیکو سلواکیہ - یوگوسلاویہ - پولینڈ کی آزاد ریاستیں قائم ہوئیں۔ اسی قصر میں آلی عثمان کی سلطنت کا شیرازہ ٹوڑ دیا گیا۔ اور عرب میں کئی آزاد ریاستوں کا ظہور ہوا۔

اسلامی نکتہ نظر ان کو دیکھ کر یہی خیال آیا کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے کیسی کیسی نعمتوں سے نوازا ہے لیکن وہ عیش و عشرت کی زندگی میں پڑ کر اس ذات کو فراموش کر دیتا ہے۔ جس کا شکریہ اُسے ہر حال میں بجالانا تھا۔ ان عشرت کدوں کے مالک دنیا بے غانی کی لذات سے سرشار تھے۔ لیکن وہ دن آگیا۔ جب یہ خفیں عمارات - آستانہ پیرس سے چل دیئے۔ ہمیشہ رہے نام اللہ کا۔

اسلام نے جہاں انسان کو ہر نعمت سے مستفید ہونے کی اجازت دی۔ وہاں اس پر ایسی قید لگادی کہ وہ خدا کو نہ بھولے۔ رزم ہو یا بزم جب نماز کا وقت آئے۔ اس کی درگاہ میں سر بسجود ہو۔ کیا ایسا شخص اللہ تعالیٰ سے غافل ہو سکتا ہے۔ کیا دنیا کی فانی لذتیں اُسے اپنا گرویدہ بنا سکتی ہیں۔ کیا اس کے سر میں غرور یا خود نمائی سما سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔

لندن اور پیرس کی سیر سے میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ انگریز باعمل قوم ہے اور اہل فرانس ثقافت کے گرویدہ۔ جنہیں ہر فیشن کا موجد خیال کیا جاتا ہے اور جن کی تقلید انگریز - امریکن اور کئی دوسری کرتی ہیں۔

حج کے ایام قریب آ رہے ہیں۔ اگرچہ پہلے سے انتظام کر رکھا ہے کہ ہر وقت مصر سے ارض مقدس پہنچنے کے لئے ہوائی نشستیں مل جائیں لیکن حجاز کے لئے ایسے انتظامات اکثر جناب برآب ثابت ہوتے ہیں۔ اس لئے ہمارے اہل رجلائی صرف پانچ روزہ کے قیام کے بعد پیرس سے سیدھے ہوائی جہاز سے کپڑ (مصر) کو روانہ ہو گئے۔ (راتی وارہ)

بقیہ حضرت مدنی ظلم کی تقریر

(۳۷ سے آگے)

سرمد نہ دگاؤ خوشبو نہ لگاؤ۔ بالوں کو نہ سنوارو، ہنانا ضرورت شرعیہ سے جائز ہے خوشبو لگانا بالوں کو اکھڑنا، سنوارنا جائز نہیں، شکار سنت کرو، غرض کہ دیوانوں کی صورت بناؤ۔ یہ چیزیں تو اس کے لئے ہیں جو ہوش و حواس میں ہو، عشاق کو اتنا ہوش کہانی ۹ سے

نوبہار است جنوں چاک گریباں مدے
آنش افتاد سجاں جنبش دماں مدے
سہم نے تو اپنا آپ گریباں کیا ہے چاک
اس کو سیاسیانہ سیاسی پھر کسی کو کیسا
سہ عشق میں تیرے کو غم سر پہ لیا جو ہو سہو

عیش و نشاط نہ زندگی چھوڑ دیا جو ہو سہو
جس قدر کہ معطر سے قریب تر ہوئے جاؤ دیوانگی اور
جنوں کے اثر پڑھتے جانتیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے
آنکھیں دی ہیں، وہ دیکھتے ہیں کہ کہ معطر اور خانہ کعبہ میں
آئینہ صفت جمالیہ ظاہر ہیں۔ ہم کو دے ان بزرگوں کی
اطاعت اور پیروی میں جو یہ آثار نہ دیکھتے ہیں اللہ کے
گھر کے گدسات چکر لگاتے ہیں۔ مفسر وہ دیکھ رہا
دوڑتے ہیں۔

بہر حال یہ عبادت منظر عشق ہے اور اللہ تعالیٰ
محبوب اس کے اندر اسباب محبت باقم الوجہ پائے
جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی حقیقتہً محبوب ہیں، یہ حج
اسی لئے فرض کیا گیا کہ کسی محبوب حقیقی کے پروانے
ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے اکلوتے بیٹے
کو قربان کر دیا۔ عاشق کو عشق کی راہ میں کوئی نصیحت کرتا
ہے۔ تو اس کو قصہ آتا ہے آدھ وہ نامح کو پھیرا کرتا
ہے۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام جان کی قربانی دینے

جاری رہے تھے تو راستہ میں تین جگہ نار ان شیطان
نے سمجھایا، باپ کے ساتھ کہاں جا رہے ہو؟ انہوں
نے پھر مارے، اللہ تعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام
کو ذبح ہونے سے بچا لیا اور جنت کے جہنم کو ذبح
کر دیا، یہ اب شریعت ہے کہ جہنم اور جہنم کو
ذبح کرنا گویا بیچے کو ذبح کرنا ہے (درون کی آواز)

اللہ تعالیٰ کا عشق اسے کہ جا رہے ہو تو جس قدر
ممکن ہو پھر واکسار اختیار کرو، حمد عاشقوں کے سزا
آتا ہے نادر علیہ وسلم پر جس قدر ممکن ہو
ورود شریف پڑھتے ہوئے تلاوت کر کے ہر پہچنے
اس راہ عشق کے سرشار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ہیں، اس لئے میرے نزدیک اور علماء کے ایک گروہ
کے نزدیک پہلے مدینہ منورہ جانا افضل ہے۔

دنوا تہم اذا ظاہروا النفس عمدا وحقا
وہا استغفرہم وانا، واستغفرہم دھمنا رسول
لوحیدہ واللہ تو ابنا رحیم باط

ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام
آمت کے لئے بلکہ تمام عالم کے لئے رحمت ہیں آپ
کے پاس حاضری دے کر عرض کرو، یا رسول اللہ ہم
حاضر ہوئے ہیں۔ ہمارے لئے حج کی قبولیت کی دعا
فرمائیے، شفاعت فرمائیے، پھر جناب باری سبحانہ
کے گھر کی طرف لوٹا جائے، تاکہ آپ کے وسیلہ سے
اللہ پاک حج کی اس عاقلانہ عبادت کو قبول
فرمائے۔

میرے بھائیو! حج کے ایام میں سب سے
زیادہ مقدس وقت و وقت عرفہ کا دن امد و دفعہ کی
رات ہے، ایسا وقت نہیں ملے گا۔
میں نے دیکھا کہ بہت سے لوگ بے وقوفی کی
وجہ سے اس مقدس وقت کو بات چیت، کھانے پینے
میں صرف کر دیتے ہیں۔ (درون کی آواز)

دیکھو بے وقوفی مت کرو، اس وقت کو بیکار
مشتغلوں میں ضائع نہ کرو۔ اللہ اللہ کرو، تسبیح پڑھو۔
تلاوت کرو۔ ورود پڑھو، دعا کرو، جہل رحمت کے
پاس جانا ضروری نہیں، میدان عرفہ میں جہاں توبہ مستجاب
کرتا ہے بہت سے لوگوں کو دیکھنا ہوں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اور سیرت سے ریزا ہیں
ڈاڑھی منڈول کر ہیں حضور صلی اللہ نے حکم دیا ہے
سجاری شریف کی حدیث ہے کہ ڈاڑھی بڑھاؤ اور
موجھیں کھاؤ۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ایک مٹھی
پکڑ کر کھاتے تھے۔ ایک مٹھی سے کم کو کتنا صوت
وسیرت محمدیہ سے نفرت کر رہا ہے۔

دیکھو سکھ ایک بال پر بھی نہیں لگاتے شرم
سے مر جانا چاہئے کہ مسلمان کو ایسا بڑا رسول ملا کہ کسی
قوم کو نہیں ملا۔ اور پھر بھی خود مسلمان ایسے پیارے
رسول کی صورت اور سیرت سے بیزاری کا اظہار
کرے۔

بقیہ شذرات

(۳۷ سے آگے)

لیکن اگر قوم کو اپنی روایات اپنی تاریخ
اور اپنے ادب سے روشناس کرایا جائے۔
تو اس پر سرسری نگاہ ڈالنا بھی گناہ سمجھا
جاتا ہے۔

یہ تو طویل داستان ہے۔ مختصر یہ کہ ہمارے
قومی رجحانات غلط شاہراہ پر سرپٹ دوڑے
جا رہے ہیں۔ ہمارے معاشرے کے نگرانِ خواہ
وہ حکومت ہو یا دوسرے مجلسی رہنما اس
سے قطعاً بے فکر ہیں۔ بلکہ وہ خود ارجحی
امراض کا شکار ہیں۔ ضرورت اس بات کی
ہے کہ ہم سب سے پہلے قوم کے رجحانات کو
دستی اور دنیوی لحاظ سے صحت مند بنائیں
اس سلسلہ میں سب سے مؤثر اقدام حکومت

میرے بھائیو! اس سے بچو! آقا نے نادر
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت اور سیرت
کے عاشق بنو۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِيْ يَحْبِبْكُمُ اللّٰهُ
وَالْعِزَّةُ لَكُمْ ذَلِكُمْ نَالِكُمْ نَالِكُمْ نَالِكُمْ نَالِكُمْ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو محبوب ہیں اللہ کے اگر ان کی
اطاعت کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارا عاشق بن جائے گا۔
تم محبوب خدا بن جاؤ گے۔ یہی حکم اللہ۔ اللہ تعالیٰ
تمہارا عاشق بن جائے گا۔ نادر ایسا تم کو بہت محبوب
اگر کوئی لڑکا تمہارے بیٹے کی صورت میں تمہارے
سامنے آجائے تو بے اختیار تم کو اس سے محبت
ہو جاتی ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ ان کی
صورت بناؤ، سیرت اختیار کرو، صورت اور سیرت
کی تابعداری کرو۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارا عاشق بن جائے گا۔
اللہ کے سامنے گریہ رزائی کرو، توبہ کرو، اس

سے مایوس نہ ہو، جب تک موت نظر نہ آئے تو یہ کام
درودانہ بند نہیں ہوتا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
اقتداء میں حتی الامکان کوشش کرو۔ اللہ تعالیٰ ہر چیز
کو دیکھتا ہے اور سنتا ہے، جیسا کہ اس سے پاپس
نہ ہونا چاہئے۔ اسی طرح بے باک بھی مت بنو اس
سے ہر وقت ڈرتے رہو، چلتے پھرتے، کھاتے
پیتے۔ سوئے جاگتے، ہر وقت اس کا ذکر کرتے رہو۔
اگر ذکر کی عادت ڈالو گے تو سوتے وقت بھی ذکر
جاری رہے گا۔ اور مرتے کے وقت آخری سانس
تاک ذکر جاری رہے گا اور مرنے کے بعد جب
بھٹو گے، اور قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ نادر
صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت فرمائیں گے۔

ڈاکر کہ ہم سب کا خاندان ایمان پر ہوا اور آقا نے
نادر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب

کر سکتی ہے۔ انکے ہاتھ میں اقتدار ہے جو کام
دوسرے ادارے سناؤں کر سکتے ہیں۔ حکومت
انہیں دنوں اور جہیزوں میں کر سکتی ہے۔ اس کے
بعد اسکول کے اساتذہ کا درجہ ہے۔ انکے پاس
قوم کی بہترین دولت ذیہ تقیم و تربیت ہوتی ہے
وہ اگر چاہیں تو انکو ملنے کو دار کا باپ بنا سکتے
ہیں والدین بھی اس میں اپنا اہم پارٹ ادا کر سکتے
ہیں۔ ہم حکومت سے درخواست کر سکتے ہیں کہ اس
پہلے اپنا فرض سرانجام دیں۔ اس کے بعد اساتذہ اور
والدین بہادر دیں کہ وہ بھی اپنی ذمہ داری کو
حماسہ کریں۔ اگر اس طرح کیا گیا تو ہمیں بہتر
کامل ہے کہ ہماری اگلی نسل دنیا کے سامنے
بہترین کردار کا نمونہ کر پیش ہونے کے قابل
ہو سکے گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس میں اپنا
اپنا پارٹ ادا کرنے کی توفیق دے۔ آمین! (ایڈیٹر)

بقیہ پیام انسانیت (مہرے لگے)

کہیں استاد شاگردوں کی کٹکٹ شرمیں مزدوروں اور کارخانہ داروں میں جھپٹش۔۔۔ یہ سب کیوں؟۔۔۔ یہ سب اسی تاجرانہ ذہنیت کا نتیجہ ہے۔ پیغمبر کہتے ہیں کہ سب کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں۔ اور سب کے ذمہ فرائض ہیں۔ فرائض ادا کرنے میں مستعد ہوں اور حقوق حاصل کرنے میں فراخ دل۔ ہم یہی کہتے ہیں کہ آپ لوگ بھی یہی کرنے لگیں تو فضا بدلے گی۔ زندگی کا لطف آئے گا۔ آج لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم ہے ہر ایک کی نگاہ تجوری پر ہے، انسان کی جسمی برہنہ نہیں۔

ہمارا پیغام

ہم اپنے پیغام کو ہر پارٹی کے لئے ضروری سمجھتے ہیں اور ہمارا وجود ہر پارٹی کی سزا یا نجات پر مشروط نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارا کام ہو گیا تو انسانیت کا جتنا بڑا انگڑاست ہے گا۔ آج کا نطفہ پیدا ہو رہے ہیں آج انسان غفلت ہے۔ ہم کہتے آئے ہیں انسانیت کی بہار لائے، انسانیت کو نکھارو۔ آج انسانیت کے درخت سے کاٹنے اور کڑے کیلے پھیل پیدا ہو رہے ہیں۔ آپ انسانیت کے میٹھے پھل پیدا کیجئے۔ ہم آپ کے کاموں میں روڑے اٹھانے نہیں آتے۔ ہم بس کہتے آئے ہیں کہ انسانیت کی خبر لیجئے۔ ہم اس گمراہی کوئی دنیا کے غلات بخش پیدا کیئے آئے ہیں۔ کاش یہ سمجھیں پیدا ہو۔ یہ پیغمبروں کا کام اور الہی پیغام ہے۔ ہم اسے یاد دلانے آئے ہیں۔ کوئی دماغ تک رہ جاتا ہے۔ کوئی پیٹ تک پہنچ جاتا ہے۔ کوئی کپڑوں اور مکان میں اٹک کر رہ جاتا ہے۔ لیکن مذہب خدا کے یقین اور محبت کے ساتھ دل میں اتر جاتا ہے۔ وہ آنکھوں کی کھٹک اور جگر درد کرنا ہے۔ آنکھوں کی سوئیاں نکالنا پیغمبروں ہی کا کام ہے۔ انھیں کی محنتوں سے دل کی پھانسیں نکالیں اور تلوں کو اطمینان لا۔

ہم مسلمانوں سے کہتے ہیں کہ تم نے پیغمبروں کے کام اور پیغام کی بڑی ناقدی کی۔ تم مجرم ہو، تم اصل سرمایہ کو چھوڑ کر ذیل سرمایہ داروں کے ایجنٹ بن گئے۔ تم نے بھی تاجرانہ ذہنیت اپنائی اور بیواری بن گئے۔ تمہاری حیثیت بیواری اور ملازم کی نہیں تھی۔ تم یہاں داعی کی حیثیت سے آئے تھے۔ تم نے داعیہ حیثیت اور اپنے آپ کو مقصد کھو دیا۔ تم دعوت و محبت کے پیغام کے ساتھ جیتے تو عزت سے جیتے اور کامیاب و بامراد جیتے رہتے۔ اب تمہاری فلاح اسی میں ہے کہ تم کھوئی ہوئی حیثیت اختیار کرو۔ دنیا کی فلاح اسی میں ہے کہ وہ پیغمبروں کے پیغام کی قدر کرے۔ سیاسی پارٹیاں اور مختلف جماعتیں قیادت کی جنگ اور غلبہ و اقتدار کی کشمکش میں گرفتار نہ رہیں۔ اس گمراہی سے

نقشہ کو بنانے کی کوشش کریں۔ اور اپنے اور اپنے متعلقین اور دوستوں کے بچانے ساری انسانیت کی

فکر کریں۔ کہ اس کے سرکار کے زیر کسی کو چین اور امن حاصل نہیں ہو سکتا۔

بقیہ بچوں کا صفحہ طہارت

دعویٰ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتابوں مثلاً حجتہ اللہ البالغہ اور ہدایات وغیرہ میں ہمیں بتاتے ہیں۔ خداوند تعالیٰ ہمیں ان کی کتابوں کے پڑھنے کا شوق عطا فرمائے۔ تاکہ ہم قرآن اور حدیث کی باتوں کو اچھی طرح سمجھ جائیں۔ یا اللہ! ہم اچھی باتیں جب سمجھ جائیں تو انھیں اپنے اندر پیدا کرنے کی ہمیں توفیق عطا فرما اور حضرت شاہ ولی اللہ کی قبر کو نور سے بھر دے۔ جنہوں نے قرآن و حدیث کی باتوں کو رائج کرنے کے لئے فارسی زبان میں خط لکھ کر احمد شاہ ابدالی کو بلایا۔ اور مرہٹوں کی طاقت کو کچل دیا۔

مرزائی دائرہ اسلام سے خارج ہیں

شیخ محمد اکبر صاحب ایڈیشن ڈیڑھ لکھ جی راولپنڈی کا فیصلہ۔

فاضل حج کے اس ام فیصلہ کا اردو ترجمہ مفت روزنامہ "مہر الدین" مورخہ مارچ ۱۹۵۷ء میں شائع ہو چکا ہے۔ مسکتہ محفوظہ فقہ نبوت۔ مذاکرہ شہر مبارک دہلی کا نتیجہ ہے۔ کہ اس نے اصل اگر بڑی فیصلہ بھی چھپا دیا ہے۔ یہ چھپوٹے سائز کا ۳۲ صفحات کا رسالہ ہے۔ کالمز اور چھپائی عمدہ اور قیمت ۵ آئے ہے۔

مکتبہ تحفظ ختم نبوت۔ دہلی شہر

چھپو وطنی ضلع شکاری

میں

خدا مہر الدین لاہور

حافظ مہر از حسین صاحب نمبر ۱۵۱۱

سے حاصل کریں!

اس کی غریبوں کا انسان کو احساس ہو تو ایسے انسان میں فرشتوں کی باتوں کے قبول کرنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض اوقات وہ فرشتوں کو ظاہر دیکھتا ہے۔ جب وہ سوتا ہے تو اُسے اچھے اچھے خواب نظر آتے ہیں۔ وہ دیکھتا ہے کہ سیرج اس کے دل یا اس کے منہ میں داخل ہو رہا ہے۔ اس سے اسے بڑی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ کبھی وہ خواب میں چاند اور ستاروں کو اپنے ماتھے اور جسم کے دوسرے اعضاء سے چٹا ہوا دیکھتا ہے اور کبھی نور کو بارش کی طرح برستا دیکھتا ہے۔ اندھیرے کی بجائے چاروں طرف روشنی ہی روشنی دکھائی دیتی ہے اور مبارک اور پاک چیزیں شکل بن کر اس کی آنکھوں کے سامنے آتی ہیں۔ اس پر بہشت کی کیفیتوں کی روح اور اس کی نعمتوں کے حاصل مقصود کا دروازہ کھل جاتا ہے۔

برخلاف اس کے اگر طہارت نہ ہو یعنی حدیث کی حالت ہو تو انسان کو چاروں طرف سے ناپاکی گھیر لیتی ہے۔ اس کے اندر شیطانوں کے دستوں اور ان کی گمراہ کرنے والی باتوں کو قبول کرنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے بعض اوقات وہ شیطانوں کو ظاہر طور پر دیکھتا ہے۔ خواب میں اسے پریشان کرنے والے واقعات دکھائی دیتے ہیں۔ اس کی روحانیت مٹ جاتی ہے۔ بڑے حیوانوں کی شکلیں اس کی آنکھوں کے سامنے آتی ہیں۔ وہ چڑچڑاہٹیں لگتی اور رنج و غم محسوس کرتا ہے۔

طہارت ان چار خصلتوں میں سے ایک خصلت ہے۔ جنہیں حاصل کرنے اور انھیں بچھڑانے پر شریعت کے قدم حکموں کا دائرہ مدار ہے۔ یہ سب اچھی اچھی باتیں اماموں کے امام حضرت شاہ ولی اللہ محدث

ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

حقت و اخبار

ہفت روزہ

سالانہ گیارہ روپے
ششماہی چھ روپے
فی پرچہ (۴) چار آنے

ہمارے یہاں خالص سونے کے بہترین
بٹا اور پلین زیورات مقابلاً اڑاں
مٹے ہیں۔ اس کے علاوہ ہر طرح کے

نفس زیورات

زیورات اور پیر تیار کئے جاتے ہیں۔

ٹیلیفون نمبر ۴۲۷۴

زیورات خریدتے وقت
دھرم کلپ کی سوئی



دکان کا نام دونوں کو
ضرور دیکھیں

زر نشان جوئے زم سکرشل بلڈنگ دی مال لاہور

قائم شدہ ۲۷/۴/۳۳ سابقہ
زیر دروازہ
پاک لاک ہاؤس لاہور

تارے - قینچیاں - چاقو - پھریاں - دیگر سامان کسٹری کیلئے منہوس ہے

جنیوا - ۱۵ نومبر - مشکل کے دن چار بڑے وزراء کے خارجہ کی کانفرنس
مشرق اور مغرب کے درمیان پابندیاں ختم کرنے کے سوال پر بالکل ناکام ہو گئی۔
رابطہ - ۱۶ نومبر - دو برس کی جبری جلا وطنی کے بعد مراکش کے
۴۶ سالانہ سلطان سیدی محمد بن یوسف آج فرانس سے اپنے وطن پہنچ گئے۔
آٹھ لاکھ کے قریب مراکشیوں نے گیتوں اور خوشی کے آنسوؤں سے ان کا
خیر مقدم کیا۔

قاہرہ - ۱۷ نومبر - وزیراعظم مصر کوئی جمال عبدالناصر نے کہا ہے کہ امریکہ
کو اسرائیل کی عسکری برتری کا علم ہے۔ اس کے باوجود اسرائیل کو مزید فوجی امداد
دے رہا ہے۔ کہیں ناصر نے امریکہ کو اس کارروائی کے خلاف تنبیہ کی ہے۔
واشنگٹن - ۱۷ نومبر - مصر نے امریکہ کو تنبیہ کیا ہے کہ وہ اسرائیل کو اسلحہ
ہتیا کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ تو وہ اسلحہ کے مزید سودے کرنے پر مجبور ہو جائے گا اور
جہاں سے بھی ممکن ہو گا وہ اسلحہ خریدے گا۔

لندن - ۱۷ نومبر - برطانوی وزارت خارجہ نے اعلان کیا ہے کہ اسے
افسوس ہے کہ اسرائیلی حکومت مشرق وسطیٰ کے مسائل کے تصفیہ کے لئے کسی
بھڑوتہ پر تیار نہیں ہے۔

واشنگٹن - ۱۹ نومبر - امریکہ کے حکم خارجہ نے اعلان کیا ہے کہ حکومت
امریکہ تنظیم معاہدہ بغداد کے ساتھ فوجی اور سیاسی رابطہ قائم کر رہی ہے۔
مکہ معظمہ - ۲۱ نومبر - حکومت سعودی عرب کے ایک پریس نوٹ
میں ان اطلاعات کی تردید کی گئی ہے۔ کہ سعودی عرب نے روسی اسلحہ کی
پیش کش قبول کر لی ہے۔

کراچی - ۱۵ نومبر - آج وزیراعظم چوہدری محمد علی نے کونین پارٹی کے اجلاس
میں پارٹی کی قائم کردہ سب کمیٹی کی عبوری رپورٹ پیش کر دی۔

کراچی - ۱۶ نومبر - آج صبح دستور کی کونین پارٹی میں وزارتی اختیارات
کی درستگی بعض مذاات پر بالتفصیل بحث ہوئی۔

رنگ پور - ۱۶ نومبر - وزیراعلیٰ مشرقی پاکستان مسٹر ابو حسین سرکار نے
ایک تقریر میں کہا ہے کہ متحدہ محاذ اخوت - مساوات - معاشرتی انصاف کے
اسلامی اصولوں پر مبنی دستور بنانے میں ہر ممکن امداد کرے گا۔

کراچی - ۱۶ نومبر - پاکستان کی وزارت خارجہ کے ترجمان نے بتایا ہے
کہ اگر بغداد کو نسل کے اجلاس میں پاکستان کو اپنے دفاع کے علاوہ اور ذمہ داریاں
سنبھالنے کے لئے کہا گیا تو پاکستان زید فوجی امداد پر زور دے گا۔

کراچی - ۱۹ نومبر - وزیراعظم چوہدری محمد علی نے اعلان کیا ہے کہ مغربی
پاکستان کی عبوری اسمبلی کے انتخابات جنوری کے وسط میں ہوں گے۔

مردان - ۲۰ نومبر - مغربی پاکستان کے وزیراعلیٰ ڈاکٹر خان صاحب نے
اعلان کیا ہے کہ پاکستان میں کسی شخص سے بھی بے انصافی نہیں ہوگی۔ انہوں نے
مزید کہا کہ انتخابات میں مداخلت کرنے والے انشروں کے خلاف سخت کارروائی
کی جائے گی۔

کراچی - ۲۰ نومبر - ایک سرکاری اعلامیہ میں بتایا کہ آل پارٹیز کشمیر کانفرنس
۲۶ سے ۲۸ نومبر تک بند روڈ پر سابق سبزہ اسمبلی کی عمارت میں منعقد
کی جا رہی ہے۔

لاہور - ۲۰ نومبر - مشرقی پاکستان کے وزیراعلیٰ مسٹر ابو حسین سرکار
نے کل رات اعلان کیا کہ صوبہ میں غذائی صورت حال قابلہ ہیں۔
کوئٹہ - ۲۰ نومبر - برازیل کے ایک صحافی نے ٹیویٹ پہنچ کر ایک
بیان میں کہا کہ افغانستان میں اقتدار کی کشمکش حکمران ٹوڑے کے خانگی تنازعات
اور سیاسی سازشیں ملک کو روسی حال میں دھکیل رہی ہیں۔

لاہور - ۲۰ نومبر - وزیراعظم مسٹر محمد علی نے آل پارٹیز کشمیر کانفرنس
میں شرکت کے لئے حضرت مولانا احمد علی صاحب کو دعوت نامہ بھیجا ہے۔
معلوم ہوا کہ حضرت مولانا پیشگی مصروفیت کے باعث شرکت نہیں فرما
سکیں گے۔

کوئٹہ - ۲۰ نومبر - کوئٹہ اور زوب کے سرحدی باشندوں نے
پاکستان کے داخلی امور میں افغانستان کی مداخلت پر شدید ناراضگی کا اظہار
کیا ہے۔ اور حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ افغانستان سے
سفارتی اور تجارتی تعلقات منقطع کرے۔

کراچی - ۲۱ نومبر - آل پارٹیز کشمیر کانفرنس میں شرکت کیلئے جو زعماء کو دعوت نامہ
بھیجے گئے ہیں۔ ان کی تعداد اب ۹۶ تک پہنچ گئی ہے۔ کانفرنس ۲۶ نومبر
سے شروع ہو رہی ہے۔

پشاور - ۲۱ نومبر - مالانگڑ بھنسی میں اتن خیل قبائلیوں نے ایک پولک جلسہ
میں پاکستان کے خلاف وزیراعظم افغانستان داؤد خاں کے معاذانہ رویہ
پر کوڑی نکتہ چینی کی ہے۔

ڈھاکہ - ۲۱ نومبر - آج ڈھاکہ اور نرائنج میں پولیس کی بھاری جمعیت اچانک شال
کر دی۔

(جناب پولیس لاہور میں باہنام مولوی عبداللہ اور ریڈر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین لاہور شیر نوالہ سے شائع ہوا)